



محرم الحرام، صفر المصفر 1433ھ دسمبر 2011ء، جنوری 2012ء

درس حدیث

درس قرآن

## دل کو زند رکھنے کا نسخہ

قاضی غلام محمد دھزاروی

## آمد مصطفیٰ

## مرحبا مرحبا

قاضی غلام محمد دھزاروی

## شان رسالتِ مآب اور پاکستان

پروفیسر محمد یوسف عرفان

## نام نہاد اہل حدیث کی حدیث دشمنی

مولانا محمد خرم رضا قادری

## گستاخ رسول کی سزا

علامہ شہزاد احمد مجددی

## دلوں کو فریشت بنادو گلاب آگے میں

ابوبلال محمد سیف علی سیالوی

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

عَلَّمَ تَحْقِيقَ كَاشَاكَ شَانِدَارِ جَلَّةَ

تَحْفِظِ مُقَامِ مُصْطَفَى كَانِقِيبِ  
اور  
نفاذِ نظامِ مُصْطَفَى اصْطَفَايَا كَا عَلِمْدَارِ

الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ وَعَالِيكَ وَأَصْحَابِكَ سَيِّدِي يَا رَسُولَ اللَّهِ  
گجرات  
پاکستان  
ماہنامہ  
اِہْلِ السُّنَّتِ  
INTERNATIONAL  
ذوالحجۃ الحرام 1432ھ بمطابق نومبر 2011ء

شیخ الیوسف والاشرف  
منفی محار شرف القادی محدث نیک آبادی

سرپرست  
اعلیٰ

شیخ اشباح حضور احمدیہ مسلم قادی قادی

بفیضانِ نظر

مُشَاوَرَتِ

منفی محمد معروف سبحانی  
صاحبزادہ محمد عبداللہ جلیانی  
علامہ محمد عبدالرحمن قادی  
ملک محمد محبوب قادی

معاونین

علامہ محمد فضل عینی قادی  
علامہ خالد محمود قادی  
علامہ اصغر علی قادی  
علامہ محمد اعظم قادی اشرفی

قادی خیر

چوہدری غلام رسول ایڈووکیٹ

چیف ایڈیٹر

محمد مسعود قادی

ایڈیٹر

محمد بک اعظمی

0333-8403147  
0313.9292373

E mail

azmi@qadriaashrafia.com

معاون خصوصی

پروفیسر محمد میر الحق کعبی

کیلیگرافر

محمد خالد قادی اشرفی

E mail

khalid@qadriaashrafia.com

حرث المارات

U.K  
20 پائونڈ سالانہ  
U.S.A  
40 ڈالر سالانہ

قیمت فی شمارہ  
20 روپے  
زمر سالانہ  
240 روپے

100 درہم سالانہ

پبلشر محمد مسعود قادی (پرنٹر) سلیمان تیمو مقام اشاعت الجامعۃ الاشرفیہ علی مسجد کرمی گجرات

خط و کتابت اور ترسیل زر کا پتہ: دفتر ماہنامہ ”اِہْلِ السُّنَّتِ“ الجامعۃ الاشرفیہ علی مسجد کرمی گجرات

نوٹ: ادارہ کا مضمون نگار کی رائے سے متفق ہونا ضروری نہیں۔



# حسن ترتیب

صفحہ: 7

درس قرآن

آمد مصطفیٰ ﷺ  
مرحبا مرحبا

قاضی غلام محمد دھڑاروی

صفحہ: 4

اداریہ

سقوط ڈھا کہ اور ہم  
چالیس سال بعد بھی.....

صفحہ: 3

حجروزی

سید عارف مہجور رضوی

صفحہ: 14

نام نہاد اہل حدیث  
کی حدیث دشمنی

مولانا محمد خرم رضا قادری

صفحہ: 12

شان رسالتِ آف  
اور  
پاکستان

پروفیسر محمد یوسف عرفان

صفحہ: 10

درس حدیث

دل کو زندہ رکھنے کا نسخہ

قاضی غلام محمد دھڑاروی

صفحہ: 40

منقبت

سید عارف مہجور رضوی

صفحہ: 27

گستاخ رسول  
کی سزا

علامہ شہزاد احمد مجددی

صفحہ: 22

دلوں کو فرس بنادو  
کہ آپ آئے ہیں

ابوبلال محمد سیف علی سیالوی

خط و کتابت اور ترسیل زر کا پتہ: دفتر مائتہ اہلسنت "الجامعۃ الاشرفیہ علی مسجد کرمی گجرات"

## حک و عظمت

جب گروں میں تو کوئی مجھ کو اٹھا دیتا ہے  
یہ تصور تیری ہستی کا پتا دیتا ہے

جان و دل ہوش و خرد تیری عطائیں مولیٰ  
سب جہانوں کو ترا حسن جلا دیتا ہے

تیری قدرت کے ہیں ہر سمت سہانے منظر  
اپنی عظمت پہ گواہی تو بجا دیتا ہے

ڈالیاں جھومتی ہیں تیری ثنا خوانی میں  
پتا پتا تیری مدحت کی ہوا دیتا ہے

جز ترے بگزی بنا سکتا ہے کس کی کوئی  
ہاں مگر تو ہی جسے اذن عطا دیتا ہے

کیا ہی اعزاز ہے کیا میرا نصیب یارب  
اپنا محبوب مجھے راہ نما دیتا ہے

تیری تجید مرے لب پہ ہو ہر دم جاری  
دلِ مہجور ترے در پہ صدا دیتا ہے

کیا بات ہے اُس شاں کرم جود و سخا کی  
ہر چیز طلب سے ہے مجھے پہلے عطا کی

یہ جان یہ ایمان یہ قرآن و ہدایت  
ہم پر یہ کرم آپ کا رحمت ہے خدا کی

کیا سمجھ بھلا کوئی بشر آپ کا رتبہ  
پتھر ہیں پڑے عقل یہ بنیاد ہے خاکی

ہے آپ کے انوار سے ہر سمت اُجالا  
ہے آپ کے فیضان سے توقیر وفا کی

یہ جرأتِ اظہار بھی ہے آپ کا احساں  
بندوں میں وگرنہ تھی کہاں سوچ رسا کی

ہے آپ سا دُنیا میں کہاں کوئی حق آگاہ؟  
پیغام یہ دیتی ہے ہر اک موج صبا کی

چاہوں میں شفاعت کیلئے آپ کا دامن  
مہجور سدا میں نے یہی حق سے دُعا کی

سیدعارف مجبور رضوی

# سقوطِ ڈھا کہ اور ہم چالیس سال بعد

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

ہزار خوف ہو لیکن زباں ہو دل کی رفیق  
یہی رہا ہے ازل سے قلندروں کا طریق

سانحہ دسمبر ۱۹۷۱ء کو چالیس برس ہوئے سقوط بغداد ۱۹۵۶ء کے بعد سقوط ڈھا کہ..... وہ حادثہ فاجعہ ہے جس کے داغ الم کو اٹھکوں کی برسات بھی نہیں دھو سکتی۔ سقوط بغداد کے نتیجہ میں خلیفہ مستعصم باللہ، عباسی سلطنت کا آخری حکمران، محروم اقتدار ہو کر مرگ۔ مفاعلات کی تاریکیوں میں گم ہو گیا، وہاں ابن علقمی نے نصیر الدین محقق طوسی سے مل کر ملتِ مسلمہ کو تباہی و بربادی سے ہم کنار کر دیا۔ وہ اپنی مرضی کی حکومت بنانا چاہتا تھا مگر افسوس محقق طوسی اور ابن علقمی میں بھی اختلاف رونما ہو گیا اور ہلاکوں نے اس کی خواہش کے برعکس بغداد کا الحاق اپنی وحشیانہ چنگیزی فتوحات سے کر لیا اور ابن علقمی بھی اپنے خلیفہ کی طرح اپنے خزانوں کے درمیان بھوکا پیاسا درہم و دینار کو دیکھتا ایڑیاں رگڑتا مر گیا۔ سقوط ڈھا کہ کے اثرات میں ”مشرقی پاکستان“ صفحہ ہستی سے مٹ گیا اور ایک نئے نام کے ساتھ بنگلہ دیش کا سالک معرض وجود میں آ گیا۔ وہ ملک جو ہم کو بہت عزیز تھا۔ جس کے پاسی محبت کرنے والے، میرٹ پر اپنی کامیابیاں سمیٹنے والے تھے جو غربت و افلاس میں زندہ رہ کر مغربی پاکستان کی بیوروکریسی اور اعلیٰ ارباب بست و کشاد کے لٹے تلے میں اڑانے کیلئے دولت فراہم کرتے، یہ وہ لوگ تھے جنہوں نے سب سے پہلے اس جماعت کی بنیاد رکھی جو آگے چل کر تخلیق پاکستان کا باعث بنی۔ نواب سر سلیم اللہ، مولوی فضل الحق اور شہید سہروردی جیسے عظیم لیڈروں کو کیسے فراموش کیا جاسکتا ہے۔ مشرقی پاکستان کی یونیورسٹی سے بیسوس پنجابی طلبہ زیور علم سے آراستہ ہو کر آئے اور اپنی خدمات سے دیگر اداروں کو مستفید فرما رہے ہیں..... سینکڑوں بنگالی مغربی پاکستان میں ہر شعبہ زندگی میں نمایاں خدمات انجام دیتے رہے ہیں..... ۱۹۷۱ء کی جنگ اور ایم ایم عالم کا کردار..... اس کی ہمت، محنت، محبت اور خلوص و وفاداری پر کوئی شک کیا جاسکتا ہے، نہیں..... ہرگز نہیں۔ اور مشرقی پاکستان میں وہ حکمران جو مغربی پاکستان سے گئے ان میں جنرل اعظم کو بنگالی ہمیشہ یاد رکھیں گے جن سے بے پناہ عشق کرتے تھے، جنرل اعظم نے انہیں انسان سمجھا۔ انسانیت کی اعلیٰ منازل سے روشناس کیا، خود فقیر کو ایک دو بنگالی ڈاکٹروں سے واسطہ پڑا جو ہر حوالہ سے لائق اور دیانتدار ثابت ہوئے اور جنہوں نے ہمیشہ میرٹ کو ملحوظ رکھا..... لیکن یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ بنگلہ دیش کا قیام عمل میں آچکا ہے..... تاہم نصف بقیۃ السیف پاکستان نے جواب مکمل پاکستان کہلاتا ہے، اس اہم عبرتاک سانحہ سے گزرنے کے باوصف سبق حاصل نہیں کیا۔ ملک کو دو لخت کرنے میں ہماری سیاسی و فوجی قیادت کا بھرپور کردار رہا ہے۔ جنرل گریسی جنرل ایوب خاں اور جنرل یحییٰ خاں نے جو بنیادیں فراہم کیں اس سے کون منکر ہو سکتا ہے؟ جنرل گریسی اور ایوب خاں نے تو بانی پاکستان قائد اعظم

محمد علی جناح کے احکامات سے روگردانی کر دی۔ ایوبی آمریت کے عہد میں ایک طالع آزمائے پاکستان پر رزم آرائی مسلط کرنے میں کوئی کسر نہ چھوڑی، بظاہر اس جنگ ہندہ روز میں پاکستان کامیاب اور سرخرو ہو کر نکلا لیکن باطن میں اس کی معیشت اس قدر کمزور ہو گئی کہ سنبھالے نہ سنبھلی اور اس پر ستم حکمرانوں کے شوق فریب دہی اور کمزور یا کاری نے عشرہ ترقی مناکران کے زوال کو یقینی بنادیا اور ساتھ ہی اے کی جنگ کا آغاز بھی۔ جس میں ہندوستان نے کھل کر شرکت کی مغربی پاکستان کے سیاسی و عسکری قیادت کے طبقہ اولیٰ نے سیاسی شعبہ بازی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا یورو کریسی کا الگ کردار رہا اور بنگالیوں کو اس ارض مقدس سے متنفر کر دیا۔ شیخ مجیب الرحمن انتخابی عمل کے ذریعے اکثریت حاصل کر چکا تھا مگر اس کے حریف یحییٰ اور بھٹو نے اس کو تسلیم کرنے سے ہی انکار کر دیا۔ یہاں تک کہ اجلاس میں شرکت کرنے والے ارکان اسمبلی کو ڈھا کہ جانے سے روک دیا گیا اور کہا جوا اجلاس میں شریک ہوگا اس کی ٹانگیں توڑ دیں گے اور پھر ادھر تم ادھر ہم کے نعرے لگانے والے برسر اقتدار آ گئے۔ جنرل اسمبلی کے اجلاس میں قرارداد چاک کرنے کا ڈرامہ رچایا گیا اور ملک کو جلنے کیلئے چھوڑ دیا۔ امریکہ کا سا تو اس بحری بیڑہ..... آ رہا ہے آ رہا ہے..... اور آج بھی چھیا سٹھ سال بعد امریکہ اسی طرح پاکستان کی پیٹھ میں چھرا گھونپتا چلا آ رہا ہے..... ہماری تباہی و بربادی میں ہم خود تو تھے ہی امریکہ کے وعدے وعید بھی غیروں کے ساتھ شامل عدوان رہے ہیں۔ پاکستان میں انتخابات ہمیشہ ایک بہت مسئلہ اور فساد بن کر نازل ہوئے ہیں ۱۹۶۴ء کا الیکشن ہوا ۷۰ء کا، مابعد جنگوں کا نزول ہوتا رہا۔ مشرقی پاکستان کے عوام سے تنافر اور بنگالی عوام کی محرومیتوں کا مدوانہ کرنا اور پھر ان کے ساتھ استحصالی رویے بھی ایک اہم عامل تھا۔ اس کا نتیجہ کیا نکلا..... لمحہ بھر کو چھوڑیے..... یہ دیکھئے سقوط ڈھا کہ کے تین بڑے کردار، ذوالفقار علی بھٹو، اندرا گاندھی، شیخ مجیب الرحمن..... ذمہ داروں میں شامل ہیں..... اور بالآخر قدرت کے انتقام سے نہ بچ سکے۔ یہ مملکت خداداد ہے اور قدرت اسے باقی رکھنے کا عزم کئے ہوئے ہے۔

آج پھر وہی کیفیت ہے۔ وہی عالم ہے۔ ہم نے کچھ سبق نہیں سیکھا..... شیخ سعدی نے کہا تھا:

چہل	سال	عمر	عزیزت	گزشت
مزاج	تو	از	حالی	گشت

”تیری عمر کے چالیس برس گزر گئے مگر تیرا مزاج ابھی لڑکپن کی حدود سے باہر نہیں آیا۔“

آج اس سے بدتر حالات کا سامنا ہے۔ پی پی برسر اقتدار ہے اور اس نے آشتیاں کے تھکے اڑانے کا پورا تہیہ کر لیا ہے۔ ریلوے، پی آئی اے، سٹیل مل اور دیگر بڑے ادارے جو منظر پیش کر رہے ہیں وہ ناقابل بیان ہے۔ بجلی اور سوئی گیس کمپنیوں کے کرتا دھرتا جس خوفناک طریقے سے عامۃ الناس کو لوٹ رہے ہیں اور آئے روز بتوں کی قیمت بڑھا کر لوگوں کو خودکشی پر مجبور کر رہے ہیں۔ اس کا جواب نہیں، حسرت اور بے بسی ہر شعبہ زندگی پر طاری ہے۔ اور..... مالیاتی خورد برد میں ایوان اقتدار ریکارڈ قائم کر رہا ہے۔ ارباب بست و کشاد کو دیکھ کر محسوس ہی نہیں ہوتا کہ وہ اس غریب دیس کے حکمران ہیں، لاکھوں روپے کا لباس، لاکھوں کے جوتے، ٹائیاں پہن کر ہم افلاس گزیدہ لوگوں کا مذاق اڑا رہے ہوتے ہیں، اور پھر پٹرول، ڈیزل وغیرہ اور دیگر اشیاء کی قیمت بڑھا کر ہمارے حوصلے کی داد دیتے ہیں..... یہ عجیب ستم ظریف ہیں جو ہستے ہستے ظلم و ستم سے ماردیں گے اور کچھ بھی نہ ہوگا۔ ارکان اسمبلی اپنی اپنی خواہشوں کی تکمیل میں لگے ہوئے ہیں، حزب اقتدار نے اپنے اقتدار کو طول دینے کیلئے اپنے جیسی جماعتوں کو شریک کارو بار کیا ہوا ہے، اسلامی کیلنڈر کا سال ہو یا عیسوی آغاز ہی بڑا بھیا تک ہوتا ہے اور ہمارے سیاسی رہنما بدزبانی اور شعلہ نواہی میں جواب نہیں رکھتے ایک سے بڑھ کر ایک..... ایک صاحب ہیں جو قرآن مجید کا درس بھی دیتے ہیں اور دوسری طرف وہ وہ کچھ سناتے اور کرتے دکھائی دیتے ہیں کہ شرم آنے لگتی ہے کہ کوئی مفسر قرآن ایسا بھی ہوتا ہے۔ تمام عمر جس پارٹی کی رہنماؤں کی جڑیں کاٹنے میں مصروف رہے، اب اسی کے اہم لیڈر بنے ہوئے ہیں۔

حافظ شیرازی نے کہا تھا:

واعظان کیں جلوہ بر محراب و منبر می کنند  
چوں بہ خلوت می روند این کار دیگر می کنند

ملک کی کسی کو بھی پروا نہیں..... صدر اور وزیراعظم، وزرا اور دیگر امرانے دیانتداری سے انحراف کی قسم کھائی ہے۔ جناب حامد سعید کاظمی اہل سنت و جماعت کے رہنما جو اپنی سادہ لوحی سے سیاست میں آگئے اور ایک خاص گروپ نے ان کے خلاف جال پھیلادیا۔ ملتانی وزیراعظم نے ”شریکا“ سکایا کاظمی صاحب کا پلٹ کر حال بھی نہیں پوچھا، گیلانی صاحب اس کام میں بازی لے گئے۔ سیاست بڑی بے رحم ہوتی ہے۔ اس وقت ہمارے سیاسی افراد جنہیں سبھی آج کل سیاسی اداکار کہنا اور سننا زیادہ پسند کرتے ہیں، ایک دوسرے سے خوب الجھے ہوئے ہیں اور اپنی جنگ زرگری اور قوت آفرینی میں مصروف ہیں..... ایک بھی آدمی ملک و قوم کے بارے میں سوچنے سے عاجز ہے۔

بلگہ دیش جسے ہم نے کمزور سمجھ کر چھٹا چھڑا لیا تھا آج اس کا سکہ ہمارے روپیہ سے طاقت ور ہے اس کی انڈسٹری ہم سے بڑھ کر ہے اس نے بین الاقوامی سطح پر اپنا وقار قائم کر لیا ہے..... اور ہم بے وقار ہو کر رہ گئے اور اس کا سبب ہمارا قول و فعل میں تضاد ہے۔ ہم اخلاقی طوراً انتہائی زوال میں گرے ہوئے ہیں۔ ہم دوسروں کی اصلاح پر توجہ دیتے ہیں مگر خود کو بدلنے کی کاوش نہیں کرتے۔

ڈاکٹر طاہر القادری..... ایک بار پھر میدان سیاست میں ہنگامہ برپا کرنے کی تگ و دو میں ہیں لیکن اپنے فکر و خیال میں واضح نہیں شاہد کامران سے بات چیت میں وہ ایک طرف تو انقلاب کی بات کر رہے تھے دوسری جانب زرداری گیلانی الطاف اور دیگر سیاستدانوں کی نفی کرنے کو تیار نہیں اور وہ اسے اپنی بنیادی پالیسی قرار دے رہے ہیں۔ وہ خصوصی صلح کلیت پر گامزن ہیں..... الطاف حسین باہر بیٹھ کر اپنی سیاست پر تسلط جمائے ہوئے ہیں۔ اسی نوع کی سیاسی کارگزاریاں دوسرے سیاسی شاطروں کی ہیں۔ عمران دیدہ دلیری سے آگے بڑھ رہے ہیں مگر ہر شکست خوردہ کھلاڑی تحریک انصاف میں شامل ہوتا جا رہا ہے۔ مذہبی جماعتیں خود انتشار کا شکار ہیں۔ بے یو آئی (ف) کے لیڈر سیاست میں صرف سیاست سے کام لیتے آرہے ہیں، ان حالات میں ملک میں کوئی ایسی قوت نظر نہیں آتی جو قوم و ملک سے مخلص ہو، اور عوام کی فلاح و بہبود کے لئے کچھ کرنے کی سوچے۔ خدا اس وطن عزیز کو..... جس کی بنیادوں میں صوفیائے کرام کی محنت اور پسینہ شامل ہے..... بیرونی اور اندرونی خطرات سے محفوظ رکھے اور ارباب سیاست میں دیانت و خلوص کے جوہر پیدا ہوں اور اپنی ہوس اقتدار سے باہر نکل کر عوام اور ملک کے بارے میں بھی سوچیں۔

کیا ہے یہ شام سویرا اپنے چاروں سمت  
پھیل رہا ہے گھور اندھیرا اپنے چاروں سمت  
ہر بستی میں لوٹ مچی ہے اور یہ پہریدار  
کوئی قاتل کوئی لٹیرا اپنے چاروں سمت

# آمدِ مصطفیٰ مرحبا مرحبا

فَاَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ اَجْمَعِينَ اَنْ يُؤْمِنُوا بِمُحَمَّدٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَيَنْصُرُوهُ اِنْ اَدْرَكُوهُ وَاَمَرَهُمْ اَنْ يَأْخُذُوا بِذَلِكَ الْمِيثَاقِ عَلٰى اَمِيهِمْ۔“

”یعنی تم جاء کم رسول۔ میں حضرت علی اور ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے قول کے مطابق رسول سے مراد حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں۔ اور لفظ اگرچہ کرہ ہے لیکن اس سے اشارہ معین کی طرف ہے جیسا کہ ضرب اللہ مثلاً ”قریۃ الآیہ“ میں ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے تمام نبیوں سے عہد لیا کہ وہ محمد ﷺ پر ایمان لائیں اور اگر ان کا زمانہ پالیں تو ان کی مدد بھی کریں اور اللہ تعالیٰ نے انبیاء کو حکم دیا کہ وہ اسی قسم کا عہد اپنی امتوں سے لیں۔“

اور امام رازی ”تفسیر کبیر“ میں فرماتے ہیں کہ:  
”فَقَالَ ابْنُ جَرِيرٍ الطَّبْرِيُّ: مَعْنَاهُ وَاذْكُرُوا يَا اَهْلَ الْكِتَابِ اِذْ اخَذَ اللَّهُ الْخِ وَقَالَ الزُّجَاجُ! وَاذْكُرُوا مُحَمَّدًا فِي الْقُرْآنِ وَاِذْ اخَذَ اللَّهُ الْخِ“

(”امام فخر الدین عمر رازی متوفی ۷۲۸ھ تفسیر کبیر،

جزء نمبر: ۸، ص: ۱۲۲)

”یعنی علامہ محمد بن جریر طبری متوفی ۳۱۰ھ فرماتے ہیں کہ کہ آیت میں ”اِذْ اذْكُرُوا“ پوشیدہ کا ظرف ہے یعنی اے اہل کتاب یاد کرو، اور زجاج کہتے ہیں ”اِذْ اذْكُرُوا“ پوشیدہ کا ظرف ہے۔ اور اس میں حضور ﷺ سے خطاب ہے۔ یعنی اے محبوب (ﷺ) قرآن میں اس کا تذکرہ کرو۔“

اور علامہ آلوسی ”تفسیر روح المعانی“ میں تحریر فرماتے ہیں

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ط  
”وَإِذْ أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ لَمَا آتَيْتُكُمْ مِنْ كِتَابٍ وَحِكْمَةٍ ثُمَّ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مُصَدِّقٌ لِمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهِ وَلَتَنْصُرُنَّهُ قَالَ أَأَقْرَرْتُمْ وَأَخَذْتُمْ عَلَىٰ ذَلِكُمْ إِصْرِي ط قَالُوا أَقْرَرْنَا قَالَ فَاشْهَدُوا وَأَنَا مَعَكُمْ مِنَ الشَّاهِدِينَ۔ فَمَنْ تَوَلَّىٰ بَعْدَ ذَلِكَ فَأُوْلَئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ۔“

(”ال عمران: ۸۱“)

”یوم ميثاق جب اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام سے وعدہ لیا کہ جب میں تم کو کتاب اور حکمت عطا کروں پھر تمہارے پاس ایک میرا محبوب رسول تشریف لائے جو تمہاری کتابوں کی تصدیق کرے کیا تم اس پر ایمان لاؤ گے اور انکی مدد کرو گے، فرمایا کیا تم اقرار کرتے ہو اور اس کا پختہ وعدہ کرتے ہو انبیاء نے فرمایا ہم اقرار کرتے ہیں اللہ نے فرمایا ایک دوسرے پر گواہ ہو جاؤ اور تم سب پر میں گواہ ہوں اور جو اس سے پھر گیا پس وہ فاسقوں میں سے ہے۔“

تفسیر:

امام ابو عبد اللہ محمد بن احمد انصاری قرطبی (مالکی قرطبی متوفی ۶۸۵ھ تفسیر الجامع مطبوعہ بیروت و جزء رابع ص: ۱۲۵) تفسیر الجامع لاحکام القرآن میں فرماتے ہیں:

”ثُمَّ جَاءَكُمْ رَسُولٌ۔ الرَّسُولُ هُنَا مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فِي قَوْلٍ عَلَيَّ وَأَبْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمَا وَاللَّفْظُ وَإِنْ كَانَ نَكْرَةً فَلَا شَارَةَ إِلَى مَعِينٍ كَقَوْلِهِ تَعَالَى: ضَرَبَ اللَّهُ مَثَلًا قَرْيَةً إِلَى قَوْلِهِ وَلَقَدْ جَاءَهُمْ رَسُولٌ الْخِ



کہ:

”وَاخْتَلَفَ فِي الْمَرَاوِ مِنَ الْآيَةِ فَقِيلَ: إِنَّهَا عَلَى ظَاهِرِهَا وَيُؤْتِيهِ ذَلِكَ مَا أَخْرَجَهُ ابْنُ جَرِيرٍ عَنْ عَلِيٍّ كَرَّمَ اللَّهُ وَجْهَهُ قَالَ لَمْ يَبْعَثَ اللَّهُ تَعَالَى نَبِيًّا آدَمَ فَمِنْ بَعْدِهِ إِلَّا أَخَذَ عَلَيْهِ الْعَهْدَ فِي مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ مَبْعُوثٌ وَهُوَ حَيٌّ لِيَوْمٍ مِنْهُمْ وَلِيَنْصُرَنَّهُ وَيَأْمُرَهُ فَيَأْخُذَ الْعَهْدَ عَلَى قَوْمِهِ ثُمَّ تَلَا الْآيَةَ، وَعَدَمَ ذِكْرَ الْأَمْرِ فِيهَا حِينَئِذٍ إِمَّا لِأَنَّهُمْ مَعْلُومُونَ بِالطَّرِيقِ الْأَوَّلِيِّ أَوَّلَانَهُ اسْتَغْنَى بِذِكْرِ النَّبِيِّينَ عَنْ ذِكْرِهِمْ، فَفِي الْآيَةِ اخْتِلَافٌ“

(”روح المعاني“ مکتبہ امدادیہ، ملتان جزء نمبر: ۲،

ص: ۲۰۹، علامہ سیّد محمد آلوسی بغدادی حنفی متوفی ۱۲۶۰ھ)

”یعنی آیت کی مراد میں اختلاف ہے بعض نے کہا کہ یہ اپنے ظاہر پر محمول ہے اور اس کی تائید اس روایت سے ہوتی ہے جس کو ابن جریر نے حضرت علی عکرمہ اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے نقل کیا ہے کہ: اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء علیہم السلام سے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے بارے میں عہد لیا تھا کہ اگر آپ تمہاری زندگی ظاہری میں تشریف لے آئیں تو ضرور ان پر ایمان لانا اور ان کی مدد کرنا اور اللہ تعالیٰ نے ہر نبی کو حکم دیا کہ وہ اسی قسم کا عہد اپنی قوم سے لیں پھر آپ نے یہی آیت تلاوت فرمائی، آیت میں امتوں کے نہ ذکر کرنے کی وجہ یہ ہے کہ وہ بطریق اولیٰ معلوم ہیں اور یا اس کی وجہ یہ ہے کہ انبیاء کے ذکر سے ان کے ذکر کی ضرورت باقی نہیں رہی تھی۔ تو آیت میں انبیاء کے ذکر پر ہی اکتفا کیا گیا ہے۔“

اور علامہ قرطبی لکھتے ہیں کہ:

”وَالْإِصْرُ وَالْأَصْرُ لُغَتَانِ وَهُوَ الْعَهْدُ وَالْإِصْرُ فِي اللُّغَةِ الْغَلُّ فَسُمِّيَ الْعَهْدُ إِصْرًا لِأَنَّهُ مَنَعَ فَشَدِيدٌ قَالَ فَاشْهَدُوا أَيْ أَعْلِمُوا عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ الزُّجَّاجُ يَشْعُرُونَ لِأَنَّ الشَّاهِدَ هُوَ الَّذِي يُصْبِحُ دَعْوَى الْمَدْعَى وَقِيلَ الْمَعْنَى إِشْهَدُوا أَنْتُمْ عَلَى أَنْفُسِكُمْ وَعَلَى أَتْبَاعِكُمْ“

”یعنی اصر، اصر سے مراد ہے عہد، اور اصر لغت میں بوجھو کہ

کہتے ہیں اب عہد کو اصر اس لئے کہا جانے لگا کہ عہد میں پابندی اور سختی ہوا کرتی ہے اور ”فاشہدوا“ یعنی جتلا دو، یہ تفسیر ابن عباس کی ہے۔ اور زجاج کہتے ہیں کہ: بیان کرو، کیونکہ گواہ مدعی کے دعویٰ کو صحیح قرار دیا کرتا ہے، اور بعض نے کہا: اس کا مطلب یہ ہے کہ: تم اپنے آپ اور اپنے متبعین پر گواہ رہو۔“

واضح رہے کہ توریت وانجیل میں اس عہد کا تفصیلی ذکر تھا اور میثاق، وثوق سے بنا ہے جس کا معنی ہے پختگی اور مضبوطی، میثاق، مبالغے کا صیغہ ہے یعنی بہت مضبوط عہد، چھ لفظوں۔ اقرار، دعویٰ، وعدہ، عہد، میثاق، اصر، میں فرق ہے۔ گذشتہ بات کو دوسرے کے ذمہ لگانا، دعویٰ، آئندہ زمانہ کے متعلق کسی بات کو اپنے ذمہ لینے کا نام وعدہ ہے، پھر اگر یہ معمولی طور پر زبانی کر لیا جائے تو محض وعدہ کہلاتا ہے اور اگر تحریر میں آجائے اور اس پر پختگی کر لی جائے تو عہد بن جاتا ہے، یعنی محفوظ وعدہ، اور اگر گواہی اور رجسٹری وغیرہ سے اس کی زیادہ پختگی کر دی جائے جس سے انکار ناممکن ہو جائے تب میثاق ہے۔ اور اگر اس کے خلاف کرنے پر کوئی سزا بھی مقرر کر دی جائے تب اس کو ”اصر“ کہا جائے گا، یعنی بوجھل وعدہ، غرضیکہ وعدہ میں بھول کا احتمال ہے اور عہد میں انکار کی گنجائش کہ معاہدہ کہہ دے کہ یہ میری تحریر نہیں، لیکن میثاق اور اصر میں نہ بھول کا احتمال، نہ انکار کی گنجائش۔ یہاں میثاق فرمایا۔ کیونکہ انبیاء کے اس عہد پر سارے فرشتے اور خود پیغمبر ایک دوسرے پر گواہ تھے۔ رب تعالیٰ کی شاہی گواہی بھی اس میں شامل تھی۔ پھر آسمانی کتابوں، لوح محفوظ اور قرآن کریم میں اس کی تحریر بھی ہوئی لہذا یہ میثاق ہوا نہ کہ محض وعدہ وعید، اور چونکہ اس کی خلاف ورزی کرنے پر سزا بھی تجویز ہو چکی، ”فمن تولی“ الخ لہذا یہ اصر بھی ہوا۔ اسی لئے رب تعالیٰ نے اسے میثاق اور اصر فرمایا۔

تحقیق یہ ہے ”السنہیں“ سے سارے پیغمبر مراد ہیں نہ کہ بعض پیغمبر، تو رب تعالیٰ نے سارے پیغمبروں سے حضور ﷺ پر ایمان لانے کا عہد و میثاق لیا اور ان سب پیغمبروں کی امتیں بھی جعاً اس میں داخل ہوئیں کہ وہ پیغمبر اس عہد میں اپنے اصل، اور امتوں کے نمائندے تھے۔ جیسے نماز کا امام ہوتا ہے۔

یہ تفسیر صحیح ہے اور اس کے مقابلے میں دوسری بعض تفسیروں میں تو بہت تاویلیں کرنی پڑتی ہیں، اور بعض نہایت بعید ہیں۔  
رب تعالیٰ نے ازل میں انسانوں کی ارواح سے تین عہد لئے تھے ایک اپنی ربوبیت کا جو سب سے لیا گیا جس کا ذکر اس آیت میں فرمایا گیا ہے:

”وَإِذْ أَخَذَ رَبُّكَ مِنْ بَنِي آدَمَ مِنْ ظُهُورِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَأَشْهَدَهُمْ عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ أَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوا بَلَىٰ شَهِدْنَا أَنْ تَقُولُوا يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِنَّا كُنَّا عَنْ هَذَا غَافِلِينَ أَوْ تَقُولُوا إِنَّمَا أَشْرَكَ آبَاؤُنَا مِنْ قَبْلُ وَكُنَّا ذُرِّيَّةً مِنْ بَعْدِهِمْ أَفَتُهْلِكُنَا بِمَا فَعَلَ الْمُبْطِلُونَ“

(”الاعراف“: ۱۷۳)

”اور اے نبی، لوگوں کو یاد دلاؤ وہ وقت جبکہ تمہارے رب نے بنی آدم کی پشتوں سے اُن کی نسل کو نکالا تھا اور انہیں خود ان کے اوپر گواہ بناتے ہوئے پوچھا تھا ”کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں“ انہوں نے کہا ”ضرور آپ ہی ہمارے رب ہیں، ہم اس پر گواہی دیتے ہیں“ یہ ہم نے اس لئے کیا کہ کہیں تم قیامت کے روز یہ نہ کہہ دو کہ ”ہم تو اس بات سے بے خبر تھے“ یا یہ کہنے لگو کہ ”شرک کی ابتداء تو ہمارے باپ دادا نے ہم سے پہلے کی تھی، اور ہم بعد کو ان کی نسل سے پیدا ہوئے، پھر کیا آپ ہمیں اُس قصور میں پکڑتے ہیں جو غلط کار لوگوں نے کیا تھا۔“  
اور دوسرا عہد اظہارِ دین کا جو خاص علماء سے لیا گیا۔ جس کا ذکر اس آیت میں ہے:

”وَإِذْ أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ لَتُبَيِّنُنَّهُ لِلنَّاسِ وَلَا تَكْتُمُونَهُ فَنَبَذُوهُ وَرَاءَ ظُهُورِهِمْ وَاشْتَرَوْا بِهِ ثَمَنًا قَلِيلًا ط فَبَسَّ مَا يَشْتَرُونَ“

(”آل عمران“: ۱۸۷)

”اور یاد کرو جب لیا اللہ تعالیٰ نے پختہ وعدہ اُن لوگوں سے جنہیں کتاب دی گئی کہ تم ضرور کھول کر بیان کرنا اسے لوگوں سے، اور نہ چھپانا اس کو تو انہوں نے پھینک دیا اس وعدہ کو اپنی پشتوں کے پیچھے اور انہوں نے خرید لی اُس کے عوض تھوڑی سی قیمت (یعنی دنیا کا مال) سو بہت بُری ہے وہ چیز جو وہ خرید رہے ہیں۔“

تیسرا عہد حضور نبی کریم ﷺ پر ایمان لانے اور ان کی خدمت و اطاعت کرنے کا جو بلا واسطہ سارے پیغمبروں سے اور بلا واسطہ اُن کی امتوں سے لیا گیا، اسی کا ذکر اس آیت میں ہے۔  
تیسرے عہد کی امتیازی خصوصیت:

ربوبیت و توحید والے عہد کے موقع پر کافروں، منافقوں، نیکوں، بدوں سب کو جلسہ توحید میں شامل کیا گیا تھا۔ لیکن جب رسالت کے بارے میں عہد لیا جانے لگا تو عاموں کو نکالا خاصوں کو بٹھایا۔ اور چونکہ محبوب پاک ﷺ کے حق میں عہد لیا جانے لگا تھا اس لئے خاص الخاص انسانوں یعنی نبیوں کو بٹھایا۔ ارشاد فرمایا:

”اور یاد فرمائیے اے محبوب! جبکہ پختہ عہد لیا اللہ نے نبیوں سے کہ قسم ہے تمہیں اس کی جب دوں میں تم کو کتاب اور حکمت سے پھر تشریف لائے تمہارے پاس وہ رسول جو تصدیق کر نیوالا ہو ان (کتابوں) کی جو تمہارے پاس ہیں۔ تو تم ضرور ضرور ایمان لانا اس پر، اور ضرور ضرور مدد کرنا اس کی (اس کے بعد) فرمایا کیا تم نے اقرار کر لیا اور اٹھا لیا تم نے میرا بھاری ذمہ، سب نے عرض کی ہم نے اقرار کیا (اللہ تعالیٰ نے) فرمایا تو گواہ رہنا اور میں (بھی) تمہارے ساتھ گواہوں میں سے ہوں، پھر جو کوئی پھرے اس (پختہ عہد) کے بعد تو وہی لوگ فاسق ہیں۔“

آیت کریمہ کے ضمن میں دس نکات عرض کرنا چاہتا تھا مگر مضمون کے زیادہ طویل ہو جانے کے خیال سے فی الحال اُن کو نہیں لکھ رہا۔ اور چونکہ آیت کریمہ سے حضور کی خصوصیت مفہوم ہوئی۔ مناسب ہے کہ حضور ﷺ کی بعض خصوصیات یہاں لکھی جائیں۔

.....باقی آئندہ.....

# دل کو زندہ رکھنے کا نسخہ

پہاڑوں کے برابر ثواب مل رہا ہے تو اس وقت اس اپنی کمائی کے نقصان پر جس قدر بھی افسوس ہوگا وہ ظاہر ہے۔ ایسے خوش نصیب بندے بھی ہیں جن کو دنیا ہی بغیر ذکر اللہ کے اچھی نہیں معلوم ہوتی۔

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ”منہیات“ میں لکھا ہے کہ یحییٰ بن معاذ رازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی مناجات میں کہا کرتے تھے: ”یا اللہ! رات اچھی نہیں لگتی مگر تجھ سے راز و نیاز کے ساتھ، اور دن اچھا معلوم نہیں ہوتا مگر تیری عبادت کے ساتھ، اور دنیا اچھی نہیں معلوم ہوتی مگر تیرے ذکر کے ساتھ، اور آخرت بھی نہیں مگر تیری معافی کے ساتھ، اور جنت میں لطف نہیں مگر تیرے دیدار کے ساتھ۔“

حضرت سری سقطی فرماتے ہیں کہ: ”میں نے حضرت جرجانی کو دیکھا کہ ستوپھا تک رہے ہیں، میں نے پوچھا کہ یہ خشک ہی پھا تک رہے ہو؟ کہنے لگے کہ میں نے روٹی چبانے اور پھا نکلنے کا جب حساب لگایا تو چبانے میں اتنا وقت زیادہ خرچ ہوتا ہے کہ اس میں آدمی ستر مرتبہ سبحان اللہ کہہ سکتا ہے۔ اس لئے میں نے چالیس برس سے روٹی کھانا چھوڑ دی ہے اور ستوپھا تک کر گزر کر لیتا ہوں۔“

منصور بن عمر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے متعلق لکھا ہے کہ: ”چالیس برس تک عشاء کے بعد کسی سے بات نہیں کی۔“ ربيع بن ہشیم کے متعلق لکھا ہے کہ: ”میں برس تک جو بات کرتے اس کو ایک پرچہ پر لکھ لیتے اور رات کو اپنے دل سے حساب کرتے کہ کتنی بات اس میں ضروری تھی اور کتنی غیر ضروری؟

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ط  
”عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ مِثْلُ الَّذِي يَذْكُرُ رَبَّهُ وَالَّذِي لَا يَذْكُرُ رَبَّهُ مِثْلُ الْحَيِّ وَالْمَيِّتِ۔“  
”حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ جو شخص اللہ کا ذکر کرتا ہے اور جو نہیں کرتا ان دونوں کی مثال زندہ اور مردہ کی سی ہے، کہ ذکر کرنے والا زندہ ہے اور ذکر نہ کرنے والا مردہ ہے۔“

زندگی ہر شخص کو محبوب ہے اور مرنے سے ہر شخص ہی گھبراتا ہے۔ حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ جو اللہ کا ذکر نہیں کرتا وہ زندہ بھی مردے ہی کے حکم میں ہے، اس کی زندگی بھی بیکار ہے۔ بعض علماء نے فرمایا ہے کہ یہ دل کی حالت کا بیان ہے کہ جو شخص اللہ کا ذکر کرتا ہے اس کا دل زندہ رہتا ہے اور جو ذکر نہیں کرتا اس کا دل مر جاتا ہے۔

زندگی زندہ دلی کا نام ہے  
مردہ دل کیا خاک جیا کرتے ہیں  
”عَنْ مَعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَيْسَ يَتَحَسَّرُ أَهْلُ الْجَنَّةِ إِلَّا عَلَى سَاعَةٍ مَرَّتْ بِهِمْ لَمْ يَذْكُرُوا اللَّهَ تَعَالَى فِيهَا۔“

”حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ جنت میں جانے کے بعد اہل جنت کو دنیا کی کسی چیز کا بھی قلق و افسوس نہیں ہوگا، بجز اس گھڑی کے جو دنیا میں اللہ کے ذکر کے بغیر گزر گئی ہو۔“

جنت میں جانے کے بعد جب یہ منظر سامنے ہوگا کہ ایک دفعہ اس پاک نام کو لینے کا اجر و ثواب کتنا زیادہ تعداد میں ہے کہ

”عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ”أَلَا أَنْبِئُكُمْ بِخَيْرِ أَعْمَالِكُمْ، وَأَزْكَاهَا عِنْدَ مَلِيكِكُمْ، وَأَرْفَعُهَا فِي دَرَجَتِكُمْ وَخَيْرَ لَكُمْ مِنْ إِنْفَاقِ الذَّهَبِ وَالْوَرَقِ، وَخَيْرَ لَكُمْ مِنْ أَنْ تَلْقَوْا عَدُوَّكُمْ فَتَضْرِبُوا أَعْنَاقَهُمْ وَيَضْرِبُوا أَعْنَاقَكُمْ؟“ قَالَوا بَلَى قَالَ ذَكَرَ اللَّهُ۔“

”رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا میں تمہیں ایسے بہترین اعمال نہ بتا دوں جو رب کے نزدیک بہت سترے اور تمہارے درجے بہت بلند کرنے والے، اور تمہارے لئے سونا، چاندی، خیرات کرنے سے بہتر ہوں اور تمہارے لئے اس سے بھی بہتر ہو کہ تم دشمن سے جہاد کرو اور تم ان کی گردنیں مارو اور وہ تمہیں شہید کریں؟ صحابہ کرنے عرض کیا: ہاں! تو فرمایا: وہ عمل اللہ کا ذکر ہے۔“

وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ  
وَصَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَى خَيْرِ خَلْقِهِ وَنُورِ عَرْشِهِ مُحَمَّدٍ  
وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ أَجْمَعِينَ۔ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ۔“

غرضیکہ حدیث زیر نظر سے وقت کی اہمیت مفہوم ہوئی اور اللہ والوں کی سیرت و عمل سے وقت کی قدر کرنے کا سبق ملا ہے۔

”عَنْ أَنَسٍ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ مَا مِنْ قَوْمٍ اجْتَمَعُوا يَذْكُرُونَ اللَّهَ، لَا يَرِيدُونَ بِذَلِكَ إِلَّا وَجْهَ اللَّهِ، نَادَهُمْ مُنَادٍ مِنَ السَّمَاءِ أَنْ قَوْمُوا مَغْفُورًا لَكُمْ قَدْ بَدَلْتُ سَيِّئَاتِكُمْ حَسَنَاتٍ۔“

”حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ جو بھی لوگ اللہ کے ذکر کے لئے مجتمع ہوں اور ان کا مقصود صرف اللہ ہی کی رضا ہو، تو آسمان سے ایک فرشتہ ندا کرتا ہے کہ تم لوگ بخش دیئے گئے اور تمہاری برائیاں نیکیوں سے بدل دی گئیں۔“

ایک حدیث میں آیا ہے کہ:  
”جس مجلس میں اللہ کا ذکر نہ ہو، حضور ﷺ پر درود نہ ہو، اس مجلس والے ایسے ہیں جیسے مرے ہوئے گدھے پر سے اٹھے ہوں۔“  
ایک حدیث میں آیا ہے کہ مجلس کا کفارہ یہ ہے کہ اس کے اختتام پر یہ دعا پڑھ لے:

”سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ۔“

ایک حدیث میں ہے کہ مجلسوں کا حق ادا کیا کرو! اور وہ یہ ہے کہ اللہ کا ذکر ان میں کثرت سے کرو، مسافروں کو (بوقت ضرورت) راستہ بتاؤ، اور ناجائز چیز سامنے آجائے تو آنکھیں بند کرو (یا نیچی کر لو کہ اس پر نگاہ نہ پڑے)۔

حضرت علیؓ عَزَّمَهُ اللَّهُ تَعَالَى وَجْهَهُ الْكَرِيمُ ارشاد فرماتے ہیں کہ:  
”جو شخص یہ چاہے کہ اس کا ثواب بہت بڑی ترازو میں تلے (یعنی ثواب بہت زیادہ مقدار میں ہو)، اس کو چاہئے کہ مجلس کے ختم ہونے پر یہ دعا پڑھا کرے:

”سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُونَ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِينَ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ۔“

مجلس کے ختم پر دعا مذکورہ بالا اور یہ الفاظ پڑھ لینے سے بہت فائدہ ہوتا ہے:

# شانِ رسالت ماب اور پاکستان

شریعت اسلامیہ میں عدل امیر غریب، مسلم، غیر مسلم، حاکم محکوم سب کیلئے برابر ہے۔ یہی وہ پس منظر ہے جس کے تحت امتش اور جہانگیر نے زنجیر قانون کی بجائے زنجیر عدل لٹکانی تھی۔ جبکہ مغربی عدالت نظام میں امیروں، حاکموں اور مقتدر ہوا ریوں کو استثناء حاصل ہے اور اگر حاکم، چور ڈاکو، لٹیرے اور قاتل ہوں تو انہیں قانونی تحفظ حاصل ہو جاتا ہے۔ جبکہ شرعی نظام میں خلیفہ دوم حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عام شہری سر بازار روک کر پوچھ سکتا ہے کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کیا زیب تن کیا ہوا ہے؟ کرتا کیسے بنایا جبکہ مالی غنیمت کی اصولی تقسیم کے مطابق آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے قتل کا ٹھکانہ نہیں بنا سکتے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بوجہ مہر کی حد مقرر کر دی اور عام شہری خاتون کی شرعی تنقید کے بعد اپنا فیصلہ واپس لے لیا۔

پاکستان کا عدالتی نظام برطانوی تعزیرات ہند کا تسلسل ہے۔ یہ برطانوی، یورپی، امریکی بلکہ سارا مغربی عدالتی و آئینی نظام سلطنت روما کے قوانین سے ماخوذ ہے جو بنیادی طور پر اینگلو سکسن ہے اور اس کی روح ظالمانہ استعمار پر استوار ہے جبکہ اسلامی شرعی نظام جدید ترین ہے اور اس کا نفاذ کسی نہ کسی شکل میں تاحال جاری ہے۔

شرعی قوانین قرآن و سنت کے آفاقی اصول یعنی بنیادی انسانی مساوات پر قائم ہیں۔ نیز شرعی قوانین کی روح عشق رسول ﷺ ہے۔ یہی اول یہی آخر ہے۔

محمد مصطفیٰ ﷺ کے پاس ایک مقدمہ آیا جس میں مسلمان (منافق) ظالم اور غیر مسلم (کافر) مظلوم تھا۔ آپ ﷺ نے فیصلہ غیر مسلم کے حق میں دیا۔ بعد ازاں یہی ظالم مسلمان (منافق) اپنا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط  
قائد اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے پاکستان کو اسلام کی تجربہ گاہ قرار دیا اور کہا کہ:

”پاکستان کا آئین اسلامی شریعت کے اصولوں پر مبنی ہوگا۔“

انہوں نے جو کچھ اپنی قوم کیلئے کیا وہ اسلام کے ایک خادم کی حیثیت سے کیا۔

آپ نے مزید فرمایا کہ:

”انہیں پیغمبر اسلام محمد مصطفیٰ ﷺ نے براہ راست مظلوم ہندی مسلمانوں کی آزادی کیلئے جدوجہد کا اس وقت حکم دیا جب انہوں نے ترک سیاست کے بعد لندن میں سکونت کا فیصلہ کر لیا تھا۔“

واضح ہے کہ قیام پاکستان فی الحقیقت محمد مصطفیٰ ﷺ کے خاص روحانی تصرف کا ثمر ہے۔

اس وقت پاکستان کی سیاست و عدالت مغربی و شرعی نظام کے درمیان جھولا جھول رہی تھی۔ ریفرنڈم کو شرعی قوانین کی پیروی میں رہا گیا جبکہ ناموس رسالت ماب ﷺ کے مخلص محافظ اور عظیم عاشق رسول ﷺ ملک ممتاز حسین قادری کو مغربی عدالتی نظام کے تحت سزائے موت سنائی گئی ہے۔ پاکستان کا مغربی عدالتی نظام انگریز راج کا ریاستی ورثہ ہے۔ جس میں ختم نبوت ﷺ اور نظام مصطفیٰ ﷺ جیسی عوامی تحریکوں کے بعد اسلامی دفعات شامل کی گئی ہیں۔ مغربی عدالتی نظام کا مقصد قانون کی بالادستی ہے اور قانون حاکم کی مرضی کے مطابق بنتا ہے اور بگڑتا ہے۔ شرعی نظام عدل اور انصاف کی بالادستی پر مبنی ہے۔



رحمۃ للعالمین پر درود و سلام بھیجتے ہیں، یہی حکم امت مسلمہ کے ہر مرد، عورت، بوڑھے اور بچے کیلئے ہے۔ ابولہب اور اسکی بیوی گستاخ رسول تھے۔ اللہ تعالیٰ نے انکی بربادی اور نامرادی کی بددعا قرآن میں کی ہے۔ ایمان کا تقاضا ہے کہ ہر مسلمان کیلئے ناموس رسالت مآب ﷺ اپنے مال آل اور اولاد سے برتر ہو۔ علامہ اقبال نے بجا فرمایا کہ

بمصطفیٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست  
اگر با و نرسیدی، تمام بولہی است!!

(مکتوبہ روزنامہ نوائے دفت)

### بقیۃ الحمد بیٹ کی حدیث دہنی

7: جامع ترمذی کی حدیث 2676 کے الفاظ ”وَإِنْ عَبْدٌ حَبْشِيٌّ“ کو ”وَإِنْ تَأَمَّرَ عَلَيْكُمْ عَبْدٌ“ سے بدل دینا بھی ڈاکٹر صالح فوزان نجدی کا کام ہے۔

(قرآن و حدیث کی روشنی میں فقہی احکام و مسائل 447/2)

18: سنن ابوداؤد کی حدیث 4607 کے الفاظ ”وَإِنْ عَبْدًا حَبْشِيًّا“ کو بھی ”وَإِنْ تَأَمَّرَ عَلَيْكُمْ عَبْدٌ“ سے تبدیل کر دیا۔

(قرآن و حدیث کی روشنی میں فقہی احکام و مسائل 447/2)

19: بخاری مسلم کے حوالے سے حدیث کے الفاظ ”لَا تَجْمَعُوا“ نقل کیے گئے۔ جبکہ بخاری 5110-5109 اور مسلم 1408 میں قطعاً یہ الفاظ موجود نہیں ہیں وہاں ”لَا يَجْمَعُ“ کے الفاظ موجود ہیں۔ یہ ڈاکٹر صالح فوزان کی تحریف فی الحدیث ہے۔ دیکھئے

(قرآن و حدیث کی روشنی میں فقہی احکام و مسائل 264/2)

20: بخاری اور مسلم کے لفظ ”مُسْجِدًا“ (بخاری 853 مسلم 564) اور ”الْمَسَاجِدُ“ (مسلم 561) کو لفظ ”مُصَلَّاتًا“ سے بدل دینا امام الوہاب ڈاکٹر صالح فوزان کا سیاہ کارنامہ ہے دیکھئے۔

(قرآن و حدیث کی روشنی میں فقہی احکام و مسائل 466/2)

مقدمہ حضرت عمر فاروق رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے پاس لے گیا۔ جب حضرت عمر فاروق رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو محمد مصطفیٰ ﷺ کے فیصلے کا علم ہوا تو آپ رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے ظالم مسلمان (منافق) کی گردن اتار دی اور کہا کہ:

”فرمان محمد ﷺ کا باغی سزائے موت کا سزاوار ہے۔“

فی الحقیقت ناموس رسالت مآب ﷺ اور انصاف کی بالادستی شرعی نظام کی جان ہے۔ تاریخ اسلام شاہد ہے کہ گستاخ رسول کی سزا ہمیشہ سزائے موت رہی ہے اور ناموس رسالت مآب ﷺ آئین و قوانین سے خارج کردی گئی جس کے باعث غازی علم الدین شہید جیسے عظیم محافظ ناموس رسالت مآب ﷺ پیدا ہوئے جن کے احسن اقدام کی تحسین میں حکیم الامت علامہ محمد اقبال رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے فرمایا:

”ترکھانا دا پتر بازی لے گیا۔“

علامہ اقبال غازی علم الدین شہید کی گرفتاری، پھانسی، تدفین بلکہ لحد میں اتارنے تک سارے امور میں پیش پیش رہے۔ پاکستان بن گیا مگر اس کا آئین اور قانون تاحال برطانوی ہے اور مغربی تعلیم و تربیت کے پروردہ پاکستانی حکمران ناموس رسالت مآب ﷺ کی شق کو کالاقانون کہتے پھرتے ہیں اور نعوذ باللہ گستاخان رسول کو عام عدالتی استثناء دلانے کے درپے ہیں۔ کئی گستاخان رسول کو عدالتی کارروائی کے دوران مداخلت کر کے رہا کیا اور یورپ امریکہ و اسرائیل مستقل کر دیا گیا۔ جبکہ حکمرانوں کا وطیرہ بن گیا کہ وہ گستاخان رسول سے جیل میں اعلانیہ ملاقات کرتے اور بلہ شیری دیتے پھرتے تھے۔

غازی علم الدین شہید کے وقت انگریز راج جو بن پر تھا۔ لہذا انہیں برطانوی تعزیرات ہند کے مطابق سزا دی گئی جبکہ غازی ممتاز قادری کے دور میں شرعی عدالتی نظام بھی نافذ ہے اور غازی ممتاز قادری کا مقدمہ پاکستان کے اسلامی آئین اور شرعی عدالتی نظام کے تحت چلایا جائے۔ مغربی و آئینی و عدالتی قوانین بنیادی انسانی اخلاقی و کردار سے محروم ہو چکے ہیں۔ مغرب میں تو بین رسالت مآب ﷺ اور خاکہ سازی معمول بن گیا ہے اگر اسلامی ممالک کے حکمران مذکورہ مغربی لہر کا موثر سد باب نہیں کر سکتے تو کم از کم خود باغیان رسول میں شامل مت ہوں۔ شان رسالت مآب ﷺ یہ ہے کہ خود اللہ اور فرشتے

# نام نہاد اہلحدیث کی حدیث دشمنی

ثابت رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے اور آپ نے کھڑے کھڑے ایک لکھی ہوئی مشک کے منہ سے پانی پیا۔“

ترمذی رقم الحدیث 1892 کے متن اور ریاض الصالحین کے متن سے مندرجہ ذیل الفاظ نکال کر وہابی عقائد و جذبات کو تسکین پہنچائی گئی ”فَقَعْتُ إِلَى فِيهِمَا فَنَقَطْعَتُهُ“ پس میں انھی اور اس کا منہ والا حصہ میں نے (بطور تبرک رکھنے کے لیے) کاٹ لیا۔ مزید امام نووی کی تحریر کردہ درج ذیل عبارت بھی تحریف کی نذر کر دی:

”وَأَنَّمَا قَطَعْتُهَا لِتَحْفَظَ مَوْضِعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَ تَتَبَرَّكَ بِهِ وَ تَصُونَهُ عَنِ الْإِبْتِذَالِ۔“

حضرت ام ثابت رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهَا نے وہ اس لئے کاٹا تاکہ وہ رسول اللہ ﷺ کے منہ سے لگنے والی جگہ کو محفوظ کر لیں اور اس سے برکت حاصل کریں اور اسے عام استعمال سے بچائیں۔

معزز قارئین آپ نے ملاحظہ فرمایا حدیث مبارکہ پر عمل جراحی کرنا اور کانٹ چھانٹ کا جرم عظیم کرنے کے ساتھ ساتھ اسلاف کی لکھی ہوئی شرح کو نکال پھینکنا، کیا یہی اہلحدیثی ہے۔ اللہ تعالیٰ بد باطن حدیث دشمن اہلحدیثوں کے شر سے محفوظ رکھے۔

اس وقت میرے سامنے مختصر ریاض الصالحین کا مدار الوطن للنشر ریاض کا 1430 کا چھپا ہوا نسخہ موجود ہے اختصار ڈاکٹر احمد بن عثمان المزید استاد جامعۃ الملک سعود نے کیا ہے مگر اس کے صفحہ 69

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ط  
1: غیر مقلدین کے عالمی اشاعتی ادارہ دارالسلام نے مختصر صحیح بخاری مترجم مع حواشی چھاپی تو مؤلف کے تحریر کردہ مقدمہ الکتاب میں سے درج ذیل عبارت نکال دی کیونکہ یہ عبارت وہابی مذہب کے مطابق شرک قرار پاتی ہے۔ مصنف امام زین الدین احمد بن عبد اللطیف الزبیدی متوفی 893 ہجری نے درج ذیل عبارت لکھی:

”وَأَنَّ يَصْلَحَ الْمَقَاصِدَ وَالْأَعْمَالِ بِجَاهِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَإِلَيْهِ وَصَحْبِهِ أَجْمَعِينَ۔“ (1)

مترجم عبد الستار حماد وہابی نے ہاتھ کی صفائی دکھاتے ہوئے عربی عبارت اور ترجمہ دونوں غائب کر دیئے ہیں۔

2: امام نووی شافعی عَلَيْهِ الرِّحْمَةُ نے ریاض الصالحین تالیف کی اس ریاض الصالحین کا اختصار حکومت سعودی عرب کی جانب سے علمی کمیٹی موسسة الوقف الاسلامی ریاض نے کیا ہے۔

ترجمہ صلاح الدین یوسف وہابی اور تحقیق و تخریج ابو طاہر زبیر علی زئی وہابی نے کی ہے ”الرئاسة العامة لشؤون المسجد الحرام والمسجد النبوي“ نے مختصر ریاض الصالحین کو چھاپا ہے۔

اس کتاب میں کتاب ”آداب الطعام“ میں باب 109 کے تحت حدیث نمبر 449 میں مکمل حدیث میں سے مندرجہ ذیل الفاظ غائب کر دیئے گئے۔ مکمل حدیث یوں تھی:

”حضرت ام ثابت کبشہ بنت ثابت (ہشیرہ حسان بن

1: مختصر صحیح البخاری المسمى التجريد الصريح لاحاديث الجامع الصحيح صفحه مطبوعه دارالغذاء الجديد المنصوره القاہرہ 2010ء۔ 1331

پر یہ روایت مکمل اور امام نووی کا کلام بھی صفحہ 70 پر مکمل موجود ہے۔ اسی طرح ایک نسخہ دار البیان 2010 کا ہے جس کا اختصار فالح الشمیلی نے کیا ہے۔ اس کے صفحہ 68-67 رقم 124 کے تحت مکمل حدیث کے الفاظ و نووی کا کلام موجود ہے۔ اسی طرح ناصر الدین البانی وہابی نے صحیح ریاض الصالحین میں اس کو صفحہ 270 پر تحت رقم الحدیث 746 نقل کیا ہے۔ مطبوعہ دار مکہ مکرمہ مصر 2007۔

معزز قارئین آپ نے سعودی حکومت کی وزارت اسلامی اوقاف کی قائم کردہ کمیٹی کا سیاہ کارنامہ ملاحظہ فرمایا جی ہاں یہ وہی جعلی توحید پرست ہیں جن کی خدمت توحید کی تعریف کرتے ہوئے وہابی حضرات کے منہ نہیں تھکتے۔ ٹف ہے ایسی خدمت توحید پر اور ہزار بار تو بے ایسی الہمدیٰ سے۔

3: وہابی نجدی فکر کے امین ڈاکٹر صالح بن فوزان عبداللہ الفوزان نے کتاب التوحید میں درج ذیل عبارت لکھی:

”وَذَهَبِي سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى أَنْ يُدْعَى الرَّسُولُ بِاسْمِهِ كَمَا يُدْعَى سَائِرُ النَّاسِ فَيَقَالُ يَا مُحَمَّدُ إِنَّمَا يُدْعَى بِاللَّهِ سَلَامًا وَ النَّبُوءَةُ فَيَقَالُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ يَا نَبِيَّ اللَّهِ“ (۲)

مندرجہ بالا عبارت کا ترجمہ۔ جماعۃ الدعوة کے ادارہ دار الاندلس نے حافظ سعید کی سرپرستی میں یوں کیا۔ ترجمہ پڑھیے اور خیانت و بدعنوانی کی داد دیجئے۔

”نام لے کر آپ ﷺ کو کوئی شخص نہ پکارے جیسا کہ عام لوگ پکارے جاتے ہیں لہذا اے محمد ﷺ نہیں کہا جائے گا۔“ (۳) جبکہ درست ترجمہ یوں ہے:

”اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے منع فرمایا ہے کہ رسول (ﷺ) کو نام کے ساتھ پکارا جائے جیسا کہ عام لوگوں کو پکارا جاتا ہے بس یہ نہیں کہا جائے گا یا محمد (ﷺ) اس کے علاوہ نہیں کہ آپ ﷺ کو رسالت اور نبوت کے وصف سے پکارا جائے گا پس کہا جائے گا یا رسول اللہ یا نبی

اللہ۔

ملاحظہ فرمائیں ایک اور وہابی اس عبارت کا ترجمہ کرتے ہوئے لکھتا ہے:

”نام لے کر آپ کو کوئی شخص نہ پکارے جیسا کہ عام لوگ پکارے جاتے ہیں لہذا اے محمد نہیں کہا جائے گا بلکہ نبوت و رسالت کے واسطے سے آپ پکارے جائیں گے لہذا کہا جائے گا اے اللہ کے رسول (یا رسول اللہ) اے اللہ کے نبی (یا نبی اللہ) (ﷺ) پھر آیت کے بعد لکھا ہے خود اللہ نے آپ کو اے نبی اے رسول کے القاب سے پکارا ہے۔“ (۴) جماعۃ الدعوة حافظ سعید کی سربراہی میں کس قدر غلط خیانت سے بھرپور ترجمہ چھاپ رہی ہے ایک دوسرے وہابی کے ترجمہ سے موازنہ کر کے آپ جماعۃ الدعوة کے بغض رسول (ﷺ) کا اندازہ لگا سکتے ہیں اور نہ یہ لگاتے ہیں:

”حرمت رسول پہ جان بھی قربان ہے۔“

معزز قارئین آپ نے ملاحظہ کیا کہ اپنے باطل عقائد کو تقویت دینے کیلئے کس قدر دھوکہ و فریب کا استعمال کرتے ہوئے ترجمہ غلط کیا جاتا ہے یہ ہے نام نہاد وہابی توحید کہ اگر کوئی وہابی رسول اللہ ﷺ کی سچی شان لکھ بھی دے تو ترجمہ میں ہیرا پھیری کر کے شان مصطفیٰ ﷺ کو چھپایا جاتا ہے۔

4: تفسیر احسن البیان پاکستان میں دارالسلام نے چھاپی تو اس کے صفحہ 2 پر اور 1998 میں چھاپی تو اس کے صفحہ 56 پر بخاری و مسلم سے صحابی کے بچھو کے ڈسے ہوئے کو دم کرنے والی حدیث موجود تھی۔ مگر جب یہی احسن البیان شاہ فہد پرنٹنگ کمپلیکس سے حکومت سعودی عرب کے زیر اہتمام چھاپی گئی تو توحید کے نام پر بخاری و مسلم کی حدیث کو سورہ فاتحہ کی تفسیر سے نکال دیا گیا۔ اگر عقیدہ اور حدیث آپس میں ٹکرائیں تو حدیث نہیں بلکہ عقیدہ بدلنا چاہیے۔ مگر الہمدیٰ حضرات کا طریقہ بھی کچھ یوں ہے۔

۲: کتاب التوحید صفحہ 110۔

۳: کتاب التوحید صفحہ 169 مطبوعہ دار الاندلس 1426 مرکز القادسیہ 4 لیک روڈ چوہدری چوک لاہور۔

۴: کتاب التوحید صفحہ 149 مکتبہ السنہ سور لجر بازار کراچی جنوری 2001 مع مقدمہ مختار احمد ندوی۔

خود بدلنے نہیں قرآن کو بدل دیتے ہیں  
کس درجہ بے توفیق ہوئے سفیان نجد  
5: دارالسلام کی مطبوعہ تفسیر احسن البیان میں سورۃ نساء کی  
64 نمبر آیت کے تحت عبارت کچھ یوں تھی:

”ظاہر بات ہے کہ اپنے پس منظر کے لحاظ سے بھی اور  
الفاظ کے اعتبار سے بھی اس ہدایت کا تعلق صرف آپ کی زندگی سے تھا  
لیکن بعض لوگ کہتے ہیں کہ آج بھی روضہ نبوی پر استغفار کیلئے حاضری  
ایسی ہی ہے جیسے آپ کی زندگی میں تھی اللہ تعالیٰ ایسی گمراہانہ تفسیر سے  
محفوظ رکھے۔“ (۵)

پھر اسی تفسیر کو گمراہی قرار دینے والے صلاح الدین یوسف  
نے جس نے امام نووی، امام ابن کثیر، امام محمد بن احمد قرطبی مالکی امام نسفی  
حنفی، امام عبد الرحمن بخاری، امام ابوالحیاء اندلسی، امام تقی الدین سبکی شافعی،  
امام قدامتہ حنبلی، امام سمہودی، امام شمس الدین سخاوی، امام ابن ہکوال،  
امام ابن عساکر، امام بیہقی شافعی، ابن جوزی، امام قسطلانی، امام زرقانی،  
امام ابن النجار، امام عز بن جماعہ، امام یوسف صالحی شامی امام عبدالحق  
محمد ثاہری دہلوی اور بحر العلوم عبدالحق محمد انصاری کو صرف گمراہ ہی قرار نہیں  
دیا بلکہ اگلے ایڈیشن میں یوں لکھ مارا اور اس عبارت کو تبدیل کر دیا کہ:

”تف ہے ایسے فہم قرآن پر اور ہزار بار توبہ ہے ایسی تفسیر  
قرآن سے۔“ (۶)

مگر جب یہی تفسیر سعودی حکومت نے چھاپ کر حجاج میں  
مفت تقسیم کی اور تاحال کر رہی ہے۔ تو مندرجہ بالا مکمل عبارت کو نکال  
دیا۔ اللہ ہی جانے کہ نجدی اونٹ کس کروٹ بیٹھتا ہے۔ صلاح الدین  
یوسف ہی بتائے کہ اگر عبارت غلط تھی تو لکھی کیوں اور اگر صحیح تھی تو نکالی  
کیوں۔ ریال دینے اور لینے والوں کا اختلاف کس قدر شدید ہے آپ  
ملاحظہ فرما چکے ہیں۔ راقم کے پاس احسن البیان دارالسلام کے تمام  
ایڈیشن موجود ہیں۔

6: دارالسلام نے نماز نبوی کو پہلے تو بڑے طمطراق سے چھاپا مگر  
خود ہی اپنا تھوکا ہوا چائے پر مجبور ہو گئے۔ صفحہ 296 پر موجود تھا غائبانہ  
نماز جنازہ پڑھنے پر نجاشی کے قصہ سے دلیل لی جاتی ہے یہ قصہ صحیح  
بخاری۔۔۔ اور صحیح مسلم۔۔۔ میں موجود ہے مگر اس سے غائبانہ نماز  
جنازہ پر استدلال کرنا صحیح نہیں ہے۔ موجودہ ایڈیشن میں سے اس بات  
کو مکمل طور پر نکال دیا گیا جبکہ بیت السلام سعودی عرب اور محمد پبلیشرز  
اسلام آباد کے ایڈیشنز میں اس کے خلاف درج ذیل عبارت موجود  
ہے۔ مگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین اور تابعین رحمۃ اللہ علیہم میں  
غائبانہ نماز جنازہ کے معمول نہ ہونے کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ  
خلفائے راشدین کی غائبانہ نماز جنازہ پوری اسلامی مملکت میں ادا کی  
جاتی مگر ایسا کسی سے بھی منقول نہیں ہے۔ ابن قیم ابن تیمیہ ناصر الدین  
البانی اور محققین کی ایک جماعت غائبانہ نماز جنازہ ادا کرنے کی قائل  
نہیں ہے۔

حافظ ابن عبد البر فرماتے ہیں اگر غائب پر نماز جنازہ جائز  
ہوتی تو بنی رحمت رحمۃ اللہ علیہ اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کی غائبانہ نماز  
جنازہ ادا کرتے اسی طرح مشرق و مغرب میں رہنے والے مسلمان  
خلفائے راشدین کی بھی غائبانہ نماز جنازہ پڑھتے مگر ایسا کسی سے بھی  
منقول نہیں ہے۔

ابن قیم کہتا ہے کہ مسلمانوں میں بہت سے ایسے لوگ فوت  
ہوئے جو بنی رحمت رحمۃ اللہ علیہ سے غائب تھے۔ مگر آپ نے ان میں سے کسی  
کی غائبانہ نماز جنازہ ادا نہیں فرمائی۔ (۷)

یاد رکھیں اپنی ہی لکھی ہوئی بات کا انکار کرنا صرف ڈاکٹر شفیق  
الرحمن کی عادت نہیں بلکہ دارالسلام کا بھی یہی طریقہ کار ہے۔ اب دیکھنا یہ  
ہے کہ غائبانہ نماز جنازہ پر تنظیم و گھربار چلانے والی جملۃ الدعوة شفیق  
الرحمن کی قے چاٹی ہے یا اپنی پرانی روش پر قائم رہ کر سنت کی سراسر مخالفت  
کرتی ہے۔

۵: تفسیر احسن البیان صفحہ 247 مطبوعہ دارالسلام 1998۔

۶: احسن البیان صفحہ 113 مطبوعہ دارالسلام۔

۷: نماز نبوی صفحہ 295 مطبوعہ محمد پبلیشرز اسلام آباد 2005۔

7: وہابیوں کے نام نہاد شیخ الاسلام ابن تیمیہ نے ایک کتاب "اقتضاء الصراط المستقیم" کے نام سے لکھی جس میں صحابی رسول حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے عمل کو بدعت اور ان کو بدعتی قرار دیا اس کتاب کے صفحہ 304 پر حدیث اعلیٰ کے الفاظ "أَسْأَلُكَ وَآتُوجَّهُ إِلَيْكَ بِنَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ نَبِيِّ الرَّحْمَةِ يَا مُحَمَّدُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْكَ وَسَلَّمَ يَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْكَ وَسَلَّمَ" نقل کئے۔ مگر وہابیوں کو کب یہ گوارا ہے کہ بنی کریم ﷺ کا ذکر خیر ہو اسی لیے وہابیہ کے عالمی اشاعتی ادارہ دار السلام نے جب اس کتاب کا ترجمہ و تلخیص چھاپی جس کا نام "فکر و عقیدہ کی گمراہیاں اور صراط مستقیم کے تقاضے" رکھا تو یہ حدیث مبارکہ اس سے نکال دی۔

سوال یہ نہیں کہ یہ کام عبدالرزاق بلح آبادی نے کیا ہے۔ یا جادہ حق والوں نے سوال تو یہ ہے کہ جب دار السلام نے اس کو چھاپا تو ذمہ داری ان کے محققین کی ہے کہ ترجمہ و تلخیص کے نام پر حدیث رسول ﷺ کو نکال دینا یہ کونسی تلخیص ہے۔ ابن تیمیہ کی تو ہر طب و یا بس نقل کرو مگر حدیث رسول ﷺ سے اتنی دشمنی کیا یہی الجحدی ہے۔ جس حدیث مبارکہ کو امام ابن ماجہ، امام ترمذی، امام نسائی، امام ابن السنی، امام ابن قانع، امام عبد بن حمید، امام نووی شافعی، امام طبرانی، امام حاکم نیشاپوری، امام احمد بن حنبل، امام ابن خزیمہ اور مخالفین میں سے ابن تیمیہ، ملا شوکانی، نواب صدیق حسن خان بھوپالی وحید الزمان حیدر آبادی، مولوی اشرف علی تھانوی، حسین علی آف واں پھر اں وغیرہم نقل کریں اس حدیث کو ترجمہ و تلخیص کے نام پر کھرچ کر کتاب سے نکال دینا وہابیہ کا حدیث پر ظلم نہیں تو کیا ہے۔

8: سعودی حکومت کی وزارت اوقاف نے حال ہی میں آخری 3 پاروں کی تفسیر مع ارکان اسلام وغیرہ کے ضروری مسائل کے ساتھ چھاپا ہے اور اس کا نام "تفسیر العشر الاخیر" رکھا ہے۔ اس کا ترجمہ اردو فارسی، انگریزی اور دیگر زبانوں میں بھی کیا گیا ہے۔ اس کے عربی

ایڈیشن کے صفحہ 111 پر حضور اکرم نور مجسم ﷺ کے روضہ اقدس و اطہر و انور پر حاضری کا طریقہ یوں لکھا ہے:

"ثُمَّ يَأْتِي الْقَبْرَ الشَّرِيفَ فَيَقِفُ قِبَالَهُ وَجْهَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ مُسْتَدْبِرَ الْقِبْلَةِ، مَمْلُوءَ الْقَلْبِ هَيْبَةً كَأَنَّهُ يَرَاهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فَيَسَلِّمُ قَائِلًا السَّلَامَ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ۔" (۸)

مندرجہ بالا عبارت کا اردو ترجمہ کرتے ہوئے اسی "تفسیر العشر الاخیر" کے اردو ایڈیشن میں اردو ترجمان یا وہابی مترجم نے کس خیانت و بغض رسول ﷺ کا ثبوت دیا ہے ملاحظہ فرمائیں:

"پھر قبر مبارک کے پاس آکر آپ ﷺ کے چہرے کے مقابل قبلہ کو اپنے پیچھے کر کے اس طرح کھڑا ہو کہ دل ہیبت اور محبت سے بھرا ہو پھر اس طرح سلام کرے "السلام عليك يا رسول الله۔" (۹) معزز قارئین آپ نے ملاحظہ کیا عربی الفاظ "كَأَنَّهُ يَرَاهُ ﷺ" کا ترجمہ وہابی مترجم ہڑپ کر گیا۔ یہ ہے وہابی مذہب جبکہ انگریزی ترجمہ میں صاف لکھا ہے۔

"As is he is before him in view" (page 140)

فارسی ترجمہ کچھ یوں ہے:

"گویا کہ آن بزرگوار رومی بیند بگوید اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ۔" (۱۰)

عربی، فارسی اور انگریزی میں لکھا ہے۔ مگر اردو دان پاکستانی ہندوستانی بنگلہ دیشی وہابیوں کی کاروائی ملاحظہ کریں یہ الفاظ جو عقیدہ کے خلاف ہوں ان کا ترجمہ کرنا ان کی خود ساختہ توحید میں خلل ڈالتا ہوا دکھائی دیتا ہے۔ اللہ ایسے جھوٹے جعلی توحید پرستوں کے شر سے محفوظ رکھے۔

9: تفسیر احسن البیان دار السلام نے چھاپی تو سورۃ بقرہ کی آیت نمبر 98 کے تحت صفحہ نمبر 90 پر "بخاری کتاب الرقاق باب

۸: تفسیر العشر الاخیر صفحہ 111۔

۹: قرآن کریم کے آخری تین پاروں کی تفسیر صفحہ 124۔

۱۰: تفسیر العشر الاخیر فارسی ترجمہ صفحہ 158۔



التواضع“ کے حوالہ سے حدیث قدسی کے الفاظ نقل کئے ہیں:

”مَنْ عَادَى لِيْ وَلِيًّا فَقَدْ بَارَزَنِيْ بِالْحَرْبِ“۔ (۱۱)

یہی الفاظ احسن البیان کے 2002 کے ایڈیشن میں بھی صفحہ 19 پر موجود ہیں۔ اور آج تک دارالسلام کے مطبوعہ احسن البیان میں بقرہ 98 کے تحت موجود ہیں یہی احسن البیان جب سعودی حکومت نے شاہ فہد پرنٹنگ کمپلیکس سے چھاپا تو بھی یہی تحریف شدہ بخاری کی حدیث چھاپی اور سنوڑ چھپ رہی ہے۔ جبکہ حقیقت یہ ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے حدیث قدسی کے جو الفاظ ارشاد فرمائے اور بخاری نے اپنی سند صحیح سے نقل کئے وہ یہ ہیں:

”مَنْ عَادَى لِيْ وَلِيًّا فَقَدْ اٰذَنَنِيْ بِالْحَرْبِ“۔ (۱۲)

معزز قارئین آپ نے ملاحظہ کیا کہ دارالسلام بالخصوص، سعودی عرب کے دہائی بالعموم اولیاء اللہ سے کس قدر بغض و عداوت رکھتے ہیں کہ شان ماننا تو بڑی دور کی بات بخاری کی حدیث قدسی میں تحریف کرنے سے بھی گریز نہیں کرتے۔ اور یہودی عادت تحریف سے وافر حصہ پاتے ہوئے حدیث قدسی، فرمان رسول اللہ ﷺ میں یہودیانہ تحریف کر ڈالتے ہیں۔ نام نہاد اہلحدیث اس قدر دشمن حدیث ہو سکتے ہیں؟

جی ہاں الامان والحفیظ تمام دنیا کے نام نہاد اہلحدیث حضرات میں سے کوئی تو معقول جواب دینے کی جرات کرے۔ حجاج بھی توجہ کریں۔ یہ حال ہے اس تفسیر کا جو حجاج میں مفت تقسیم کی جا رہی ہے اور یہ ہے مشیر وفاقی شرعی عدالت پاکستان بخاری کی حدیث میں تحریف کرنے والے۔

10: جلاء الافہام امام الوہابیہ ابن تیمیہ کے شاگرد ابن قیم کی

مشہور کتاب ہے۔ اس کتاب میں ابن قیم نے درود و سلام پڑھنے کے 141 اہم مقامات بیان کئے ہیں۔ یہی کتاب دارالسلام نے جب ستمبر 2000ء میں چھاپی تو اردو ترجمہ اور خوبصورت طباعت کی آڑ میں 41 مقامات کو 40 مقامات میں تبدیل کر دیا اور صرف چودھواں مقام نکال کر دلوں میں بغض رسول ﷺ ہونے کا ثبوت فراہم کیا۔ چودھویں مقام کا عنوان ہے ”الموطن الرابع عشر من مواطن الصلاة عليه عند الوقوف على قبره“ درود شریف پڑھنے کا چودھواں مقام قبر انور کی زیارت ہے۔“

اس کے تحت مندرجہ ذیل 3 روایات موجود ہیں۔ جن کا ترجمہ ملاحظہ فرمائیں:

”حضرت سحون فرماتے ہیں۔ ہم سے عبدالرحمن بن قاسم نے بیان کیا وہ حضرت مالک کے واسطے سے حضرت عبداللہ بن دینار سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کو دیکھا وہ رسول اکرم ﷺ کی قبر انور کے پاس کھڑے تھے انہوں نے رسول اکرم ﷺ پر درود شریف بھیجا اور حضرت ابو بکر صدیق رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ اور حضرت عمر فاروق رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے لئے دعا فرمائی۔ یہ روایت امام مالک نے مؤطا میں ذکر کی ہے۔ (۱۳)

امام مالک نے یہ روایت بھی نقل کی ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا جب سفر کا ارادہ کرتے یا سفر سے واپس تشریف لاتے تو رسول اکرم ﷺ کی قبر انور پر حاضری دیتے اور دعا مانگ کر واپس جاتے۔

ابن نمیر نے اپنی مسند میں حضرت ابن عمر رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت کیا کہ جب وہ سفر سے تشریف لاتے تو رسول اکرم ﷺ کی قبر انور

۱۱: احسن البیان صفحہ 90 زیر آیت 98 مطبوعہ دارالسلام 1998۔

۱۲: بخاری کتاب الرقاق باب التواضع۔ رقم الحدیث حدیث نمبر 6502۔ فتح الباری شرح بخاری جلد 3 صفحہ 2856 مطبوعہ بیت الافکار الدولیہ عمان 2006۔ مختصر صحیح البخاری جلد 2 صفحہ 579 رقم 2117 سال اشاعت فروری 2001۔ مختصر ریاض الصالحین صفحہ 92-93 رقم الحدیث 62۔ ریاض الصالحین باب فی المجاہدہ رقم الحدیث 95۔ مشکوٰۃ جلد 1 صفحہ 199 کتاب الدعوات باب ذکر اللہ عزوجل و التقرب الیہ۔ الفصل الاول رقم الحدیث 2156 الدین الخالص للذواب صدیق حسن خان بھوپالی جلد صفحہ 431 مطبوعہ دارالکتب العلمیہ 1995-1415۔ سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ مترجم جلد 1 صفحہ 163 رقم الحدیث 137۔

۱۳: مؤطا امام مالک 166/1۔

سے آغاز کرتے آپ پر درود شریف پڑھتے لیکن قبر انور کو (ادب کی وجہ سے) ہاتھ نہیں لگاتے تھے۔ پھر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں سلام عرض کرتے اور پھر کہتے ”اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا اَبَتِ“ اے اباجان (حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ) آپ پر سلام ہو۔

مندرجہ بالا تینوں روایات کو دارالسلام کے مترجم مطبوعہ نسخہ سے نکالنا حدیث پر ظلم عظیم ہے۔ ”گنبد خضراء کو زمین بوس کرنے کی گستاخی کا مطالبہ کرنے والے“ غیر مقلدین اب بغض و عناد کی اس پستی میں جا گرے ہیں کہ احادیث گھر چ گھر چ کر کتابوں سے نکال کر محبت رسول ﷺ کے جذبات کو سینوں سے نکالنے کی پوری کوشش کر رہے ہیں۔ گنبد خضراء کو زمین بوس کرنے کا مطالبہ سعودی حکومت کی مطبوعہ کتاب زیارت مسجد مصطفیٰ ﷺ 1428ھ مصنف محمد شاہد محمد شفیع میں موجود ہے۔ نقل کفر کفر نہ باشد ”مَعَاذَ اللّٰهِ ثُمَّ مَعَاذَ اللّٰهِ“، ”گر کوئی وہابی نسخوں کے اختلاف کا بہانہ بنانے کی کوشش کرے تو ہم ان کے گھر کی گواہی پیش کرنے لگے ہیں۔ نجدی عالم اور سعودی علماء میں بہت بڑا نام ڈاکٹر صالح بن فوزان الفوزان نے لکھا ہے۔

”علامہ ابن قیم نے اپنی کتاب جلاء الافہام میں ایسی آکٹالیس (41) جگہوں کا تذکرہ کیا ہے۔ جہاں آپ ﷺ پر درود و سلام بھیجنا ضروری ہے۔“ (۱۳)

مندرجہ ذیل سطور تحریر کرتے وقت راقم الحروف کے پیش نظر جلاء الافہام کے 13 عدد نسخہ جات ہیں جن تمام میں درود و سلام پڑھنے کے 41 مقامات ہیں اور 14 مقام بھی موجود ہے۔ جبکہ مزید تحقیق سے 13 سے زائد نسخہ جات بھی مل سکتے ہیں۔

i: سب سے پہلا نسخہ جو ہمارے پیش نظر ہے۔ وہ مکتبۃ الموبد ریاض (نجد) اور مکتبۃ دارالبیان دمشق سورہ کا مطبوعہ ہے۔ اس کے محقق شعیب الارناؤط اور عبدالقادر الارناؤط ہیں یا در ہے کہ عبدالقادر

ارناؤط وہابی محدث ناصر الدین البانی کا شاگرد ہے۔ اور شعیب ارناؤط نے بھی ناصر الدین البانی سے خصوصی استفادہ کیا ہے۔ (۱۵)

کتاب کا ناشر بشیر عیون بھی نجدی ذہنیت کا حامل ہے اور اُس وہابی نے اس کتاب کے شروع میں اس بات کا اظہار کیا ہے۔ کہ اس کا دارالکتب ظاہریہ دمشق میں نمبر 5480 کے تحت محفوظ موجود ہے جس کے چند صفحات کا عکس بھی شروع میں لگایا ہے اور مطبوعات و تالیفات ابن قیم کے ضمن میں لکھا ہے کہ یہ پہلی مرتبہ ”مطبعة المنیریہ“ میں حامد فقی کے زیر نگرانی چھپا تھا یاد رکھنے کی بات ہے کہ یہ وہی حامد فقی ہے جس نے ”شرح الصدور بتحریر دفع القبور“ کے حاشیہ میں صفحہ 35 مطبوعہ دارالسلام پر حضور اکرم ﷺ کی قبر انور کو شون اور صنم (بت) لکھا ہے۔ اس گستاخ اور بے ادب کے زیر نگرانی بھی 41 مقامات بشمول 14 مقام والا نسخہ چھپا مگر دارالسلام نے 14 مقام حذف کر کے روضہ رسول ﷺ سے بغض کا مظاہرہ کیا اور اسکی وجہ یقیناً ابن تیمیہ کا اپنے فتاویٰ میں یہ لکھنا ہے کہ قبر انور کی زیارت کی نیت سے سفر حرام اور معصیت ہے مگر اپنے ہی بڑوں کی کتب سے احادیث اور آثار کھرچ ڈالنا یہ نام نہاد اہلحدیثوں کا ہی کام ہے۔

ii: دوسرا نسخہ۔ محقق ابو عبیدہ مشہور بن حسن آل سلمان کی تحقیق کے ساتھ دار ابن جوزی نے چھاپا ہے اس نسخہ کے محقق بھی وہابی محدث ناصر الدین البانی کے شاگرد ہیں اور یہ ایک معتبر معطلہ سے استفادہ کر کے ترتیب دیا گیا ہے۔ اور اس کے دو صفحات کا عکس بھی کتاب کے شروع میں موجود ہے محقق 200 سے زائد کتب کے محقق ہیں۔

iii: تیسرا نسخہ زائد بن احمد النشیر کی تحقیق کے ساتھ دار عالمہ الفوائد نے چھاپا ہے اور یہ بالخصوص ابن قیم کی تحاریر وغیرہ کو چھاپنے کا سلسلہ ہے اس نسخہ میں بھی پہلے بیان کردہ نسخوں کی طرح 41 مقامات اور 14 مقام موجود ہے۔

۱۳: کتاب التوحید مترجم صفحہ 176 مطبوعہ دارالاندلس ۱۲۲۱۔ مرکز القادسیہ 4-لیک روڈ چوہدری چوک لاہور۔ کتاب التوحید مترجم مع مقدمہ مختار احمد ندوی صفحہ 157-156 مطبوعہ مکتبۃ السنۃ الدار السلفیۃ لنشر التراث الاسلامی 18 سفید مسجد سولجر بازار نمبر 1 کراچی شوال 1421 جنوری 2001۔ کتاب التوحید تالیف د۔ صالح بن فوزان نجدی المکتب التعاونی لل دعوة و الارشاد و توعیۃ الجالیات بسلطانہ ۱۲۲۲ سعودی عرب۔  
۱۵: محمد ناصر الدین البانی صفحہ 100 دارالسلام ۱۲۲۹۔

iv: چوتھا نسخہ بیت الافکار الدولیہ عمان کا مطبوعہ ہے کل 41 اور

14 مقام بھی موجود ہے۔ یاد رہے کہ 41 مقامات میں پہلے مسجد میں داخل ہوتے اور باہر نکلنے وقت پھر صفاء مردہ پر اور تلبیہ سے فارغ ہو کر حجر اسود کو چومنے کے وقت اور پھر قبر انور کے پاس درود و سلام پڑھنے کے مواقع بیان کئے ہیں۔ جو لوگ حج اور زیارت روضہ نبوی ﷺ کو اکٹھا جائز تصور نہیں کرتے۔ اگر وہی اپنی کتب سے یہ مقام حذف کریں تو انکا مقصد واضح اور بیان کے بغیر بھی ظاہر ہے۔ جبکہ ابن قیم کا مندرجہ بالا حج کے اعمال سے متصل زیارت قبر نبوی ﷺ الصلوٰۃ والسلام کے وقت درود و سلام کے بارے میں آثار نقل کرنا دہائیوں پر جُت ہے۔

v: پانچواں نسخہ دارالکتب العربیہ بیروت لبنان کا مطبوعہ ہے۔ اس میں بھی 41 مقامات اور 14 مقام قبر انور کے قریب درود و سلام عرض کرنے کا ہے۔ اس نسخہ کا محقق عبدالرزاق المحمدی دہابی ذہنیت کا حامل ہے۔

vi: چھٹا نسخہ موسسۃ الرسالۃ ناشرین کا مطبوعہ ہے۔ اور مصطفیٰ شیخ مصطفیٰ نے 4 نسخہ جات سے استفادہ کر کے چھپوایا ہے اس میں بھی کل 41 مقامات اور 14 مقام موجود ہے۔

vii: ساتواں نسخہ دارالغد الجدید قاہرہ مصر کا مطبوعہ ہے۔ اس میں بھی کل 41 مقامات اور مطبوعہ 14 مقام موجود ہے۔ اسکے محقق مصطفیٰ ابوالعالی ہیں۔

viii: آٹھواں نسخہ شرکت الجزائریۃ اللبنانیۃ الجزائر کا مطبوعہ ہے اس میں بھی کل مقامات 41 اور درود و سلام پڑھنے کا 14 مقام قبر انور کے قریب پڑھنے کا موجود ہے۔

ix: نواں نسخہ دار ابن کثیر دمشق کا مطبوعہ ہے۔ اس میں درود و سلام پڑھنے کے مقامات 41 اور مطبوعہ 14 مقام بھی موجود ہے۔ محققین ایمین عبدہ الشواء اور یوسف علی بدوی ہیں۔

x: دسواں نسخہ حافظ وحیدی کتب خانہ محلہ جنگی پشاور کا مطبوعہ ہے۔ اس نسخہ میں بھی درود و سلام پڑھنے کے 41 مقامات ہیں۔ اور 14 مقام بھی موجود ہیں۔

xi: گیارہواں نسخہ فرید بک سنال لاہور کا مطبوعہ ہے اس میں

بھی 14 مقام موجود ہیں۔

xii: بارہواں نسخہ شبیر برادرز لاہور کا مطبوعہ ہے اس میں بھی کل 41 مقامات اور 14 مقام بھی شامل ہے۔

xiii: تیرہواں نسخہ مکتبہ حقانیہ محلہ جنگی پشاور کا مطبوعہ ہے اس نسخہ میں بھی کل 41 مقامات ہیں۔ اور 14 مقام بھی موجود ہے۔

مندرجہ بالا 13 عدد نسخہ جات سے یہ ثابت ہوا کہ ان تمام میں کل مقامات 41 اور 14 مقام درود و سلام پڑھنے کا روضہ اقدس پر حاضری کے وقت ہے۔ جس کو دارالسلام نے اپنے مطبوعہ مترجم نسخہ سے نکال کر خیانت کا ثبوت دیا ہے غور فرمائیں 41 میں سے صرف یہی مقام کیوں حذف کیا گیا جبکہ ان غیر مقلدین کے نزدیک روضہ مبارک کی طرف سفر کرنا حرام اور محصیت ہے یہ صرف دال میں کالا ہونے کی نہیں بلکہ دل کے کالا ہونے کی علامت ہے۔

11: سعودی حکومت نے حجاج و معتمرین میں 2011 میں ایک کتاب ”تفسیر العشر الاخیر“ کے نام سے تقسیم کی جس کے عربی ایڈیشن کے آخر میں نماز کا طریقہ با تصویر موجود ہے۔ قیام میں ہاتھ باندھنے کا طریقہ بیان کرتے ہوئے مصنف لکھتا ہے ”وَيَجْعَلُهَا تَحْتَ صَدْرِهِ“ یعنی دونوں ہاتھوں کو سینے سے نیچے باندھ لے جبکہ اس کتاب کے اردو ایڈیشن میں دہابی مترجم نے اپنے نجدی آقاؤں سے اختلاف کرتے ہوئے تحریف کر ڈالی اور ترجمہ یوں کیا ”پکڑ کر سینہ پر رکھ لے۔“ واہ واہ نجدی دہابی مذہب والوں نے تو بددیانتی اور خیانت کی انتہا کر دی۔

پاکستانی الہمدیث خصوصاً حافظ سعید کی جماعت الدعوت سے سوال ہے کہ پہلے نجدیوں کے ریا لکھاؤ اور انکے گن گاؤ جب انکے عمل سے تمہارا عمل ٹکرائے تو ایسا الٹا ترجمہ کر کے اپنا مذہب اور اپنی ساکھ بچاؤ کیا یہی الہمدیثی ہے۔ ایسی الہمدیثی کو دور ہی سے سلام۔

12- کتابوں میں رد و بدل و تحریفات کے بے تاج بادشاہ ادارہ دارالسلام نے 2002 میں نماز نبوی (صحیح احادیث کی روشنی میں) چھاپی تو اس کے صفحہ 296 پر یہ عبارت غائبانہ نماز جنازہ کے خلاف موجود تھی۔

”غائبانہ نماز جنازہ پڑھنے پر نجاشی کے قصور دلیل لی جاتی ہے یہ تصحیح بخاری (1245، 1318، 1320، 1327، 1333، 1328) اور تصحیح مسلم (951) میں موجود ہے مگر اس سے غائبانہ نماز جنازہ پر استدلال کرنا صحیح نہیں ہے۔ (۱۶)

اب مندرجہ بالا عبارت کو تبدیل کر کے اس کے خلاف یوں لکھ دیا گیا ہے۔ ”غائبانہ نماز جنازہ پڑھنا مشروع ہے۔ اور اسکی دلیل وہ حدیث ہے۔ جو تصحیح بخاری 1248، 1318، 1320، 1327، 1333، 1328 وغیرہ اور تصحیح مسلم حدیث 951 میں نجاشی شاہ حبشہ کے حوالے سے آئی ہے۔ (۱۷)

13: غیر مقلدین اور دیوبندی حضرات کی محققہ مسلمہ شخصیت اسماعیل دہلوی قاتل بالا کوٹ نے تقویۃ الایمان میں حضور اکرم نور مجسم ﷺ پر جھوٹ باندھتے ہوئے یہ عبارت لکھی:

”یعنی میں بھی ایک دن مرکز میں ملنے والا ہوں۔“ (۱۸) جبکہ غیر مقلدین کے عالمی اشاعتی ادارہ دارالسلام نے اپنے گرو گھنٹال کے جھوٹ پر پردہ ڈالتے ہوئے اس عبارت میں تحریف و تبدیلی کرتے ہوئے یوں لکھ مارا:

”یعنی ایک نہ ایک دن میں بھی فوت ہو کر آغوشِ لحد میں جاسوؤں گا۔“ (۱۹)

یہی کاروائی حکومت سعودی عرب کی مطبوعہ تقویۃ الایمان میں بھی سرانجام دی گئی۔ (۲۰)

14: اسماعیل دہلوی قاتل بالا کوٹ کی تقویۃ الایمان میں درج

ذیل عبارت موجود تھی۔ ”البتہ اگر یوں کہے کہ یا اللہ شیخ عبدالقادر جیلانی کے لئے کچھ دے تو ایسا کہنا جائز ہے۔“ (۲۱)

جبکہ سعودی وزارت اوقاف اور دارالسلام لاہور ریاض دونوں نے اپنی اپنی تقویۃ الایمان سے مندرجہ بالا عبارت نکال کر یہودی النسل عادات کا حامل ہونے کا ثبوت دیا دیکھے صفحہ 107 اور 92۔ 15: اسماعیل دہلوی ہی کی تقویۃ الایمان میں عبارت درج ذیل الفاظ میں تھی:

”لوگوں میں ایک ختم مشہور تھے۔ کہ اس میں یوں پڑھتے ہیں ”يَا شَيْخُ عَبْدِ الْقَادِرِ جِيلَانِي شَيْئًا لِلَّهِ“، یعنی اے شیخ عبدالقادر کچھ دو تم اللہ کے لئے یہ لفظ نہ کہا چاہیے۔“ (۲۲)

سعودی عرب وزارت اوقاف اور دارالسلام ریاض لاہور نے اس عبارت کو تبدیل کر کے یوں کر دیا ہے کہ:

”لوگوں میں ایک ختم مشہور ہے جس میں یہ کلمہ پڑھا جاتا ہے ”يَا شَيْخُ عَبْدِ الْقَادِرِ جِيلَانِي شَيْئًا لِلَّهِ“، یعنی اے شیخ اللہ کے واسطے ہماری مراد پوری کرو یہ شرک ہے اور کھلا شرک۔“ (۲۳)

نہ کہنے کے حکم کو شرک اور کھلے شرک میں تبدیل کر دیا 16: سنن ابن ماجہ میں 2045 نمبر حدیث کے الفاظ ”إِنَّ اللَّهَ وَصَّعَ عَنْ أُمِّتِي“ کے الفاظ کو سعودی عالم اور نجدی فکر کے امین ڈاکٹر صالح بن فوزان عبداللہ الفوزان نے یوں تبدیل کر دیا:

”عَفَى عَنْ أُمِّتِي -“ (۲۴)

..... بقیہ صفحہ نمبر ۱۳ پر .....

۱۶: نماز نبوی صفحہ 296 ایڈیشن 2002 مطبوعہ دارالسلام لاہور۔

۱۷: نماز نبوی صفحہ 368 مطبوعہ دارالسلام 2008۔

۱۸: تقویۃ الایمان صفحہ 100 مطبوعہ دارالکتب السلفیہ لاہور۔ صفحہ 85 مطبوعہ اسلامی کتب خانہ لاہور۔

۱۹: تقویۃ الایمان صفحہ 97 مع کتاب التوحید مطبوعہ دارالسلام 1417 / 1997۔

۲۰: تقویۃ الایمان صفحہ 115 مطبوعہ ریاست عامہ برائے ادارات بحوث علمیہ و افتاء و دعوت و ارشاد ادارہ عامہ برائے طباعت و اشاعت ریاض - مملکت سعودی عرب۔

۲۱: تقویۃ الایمان صفحہ 94 مطبوعہ دارالکتب السلفیہ لاہور تقویۃ الایمان صفحہ 80 مطبوعہ اسلامی کتب خانہ لاہور۔

۲۲: تقویۃ الایمان صفحہ 80 مطبوعہ اسلامی کتب خانہ لاہور و صفحہ 94-93 مطبوعہ دارالکتب السلفیہ 4 شیش محل روڈ لاہور۔

۲۳: تقویۃ الایمان صفحہ 107 مطبوعہ وزارت سعودی عرب 1411۔ دارالسلام صفحہ 92 ریاض لاہور 1418۔

۲۴: قرآن و حدیث کی روشنی میں فقہی احکام و مسائل 2/482۔

# دلوں کو فرش بنا دو کہ آپ آئے ہیں

ہے۔ دیکھو مجلس میثاق میرے حضور ﷺ کی محفل تھی جس میں اللہ رب العزت بیان فرمانے والا۔ بزم انبیاء علیہم السلام سننے والی تھی۔ نبوت کی شیرینی اس مجلس کا تبرک تھا۔ جو انبیاء علیہم السلام میں تقسیم ہوا۔ خیال رہے ذکر ولادت ہی کا نام محفل میلاد ہے خواہ آئندہ کے لحاظ سے ہو یا

گذشتہ زمانہ کے اعتبار سے۔ (تفسیر نعیمی جلد سوم، صفحہ: ۵۶۱)  
”قُلْ بِفَضْلِ اللَّهِ وَبِرَحْمَتِهِ فَبِذَلِكَ فَلْيَفْرَحُوا هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُونَ۔“ (یونس: ۵۸)

”تم فرماؤ اللہ ہی کے فضل اور اسی کی رحمت اور اسی پر چاہے کہ خوشی کریں وہ ان کے سب دھن دولت سے بہتر ہے۔“

سید محمود آلوسی علیہ رحمۃ الہادی فرماتے ہیں کہ:  
”رحمت سے مراد حبیب خدا مصطفیٰ ﷺ ہیں اور حضور جانِ کائنات ﷺ کا وصف رحمت مشہور ہے۔“

جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمانِ عالی شان ”وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ“ اس پر ارشاد ہے۔ (روح المعانی مطبوعہ کوئٹہ)  
صدر الافاضل سید نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ الہادی نقل فرماتے ہیں کہ:

”کسی پیاری اور محبوب چیز کے پانے سے دل کو جلدت حاصل ہوتی اس کو فرح کہتے ہیں۔“  
معنی یہ ہیں کہ ایمان والوں کو اللہ کے فضل و رحمت پر خوش ہونا چاہئے۔

(”خزائن العرفان“)

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ط  
”وَإِذْ أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ لَمَا آتَيْتُكُمْ مِنْ كِتَابٍ وَحِكْمَةٍ ثُمَّ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مُصَدِّقٌ لِمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهِ وَلَتَنْصُرُنَّهُ۔“  
(”آل عمران“: ۸۱)

”اور یاد کرو جب اللہ نے پیغمبروں سے ان کا عہد لیا جو میں تم کو کتاب اور حکمت دوں پھر تشریف لائے تمہارے پاس وہ رسول کہ تمہاری کتابوں کی تصدیق فرمائے تو تم ضرور اس پر ایمان لانا اور ضرور ضرور اس کی مدد کرنا۔“

صدر الافاضل سید نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ الہادی نقل فرماتے ہیں، حضرت علیؓ کو م اللہ تعالیٰ وَجَّهَ الْكُرْهِم نے فرمایا کہ:

”اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام اور ان کے بعد جس کسی کو نبوت عطا فرمائی ان سے سید الانبیاء محمد مصطفیٰ ﷺ کی نسبت عہد لیا اور ان انبیاء علیہم السلام نے اپنی قوموں سے عہد لیا کہ اگر ان کی حیات میں سید الانبیاء ﷺ مبعوث ہو تو آپ پر ایمان لائیں اور آپ کی نصرت کریں اس سے ثابت ہوا کہ حضور جانِ کائنات ﷺ تمام انبیاء علیہم السلام میں سب سے افضل ہیں۔“

(”خزائن العرفان“ مطبوعہ کراچی)

ملک کونین میں انبیاء تا جدار  
تاجداروں کا آقا ہمارا نبی  
مفسر شہیر حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ رحمۃ الہادی  
متذکرہ آیت کے تحت لکھتے ہیں کہ محفل میلاد شریف سجانا سنت الہیہ



خوشیاں سبھی مناؤ سرکار آ رہے ہیں  
دکھ درد بھول جاؤ سرکار آ رہے ہیں  
صاحبِ تفسیر نعیمی فرماتے ہیں:

”اے محبوب ﷺ لوگوں کو یہ خوشخبری دے کر انہیں یہ بھی حکم دو کہ اللہ کے فضل اور اس کی رحمت ملنے پر خوب خوشیاں مناؤ۔ عمومی خوشی تو ہر وقت مناؤ۔ خصوصی خوشی ان تاریخوں میں جن میں یہ نعمت آئی۔ یعنی رمضان خصوصاً شب قدر اور ربیع الاول خصوصاً بارہویں تاریخ میں کہ رمضان میں اللہ کا فضل یعنی قرآن آیا اور ربیع الاول میں رحمتہ للعالمین یعنی محمد مصطفیٰ ﷺ پیدا ہوئے۔ یہ فضل و رحمت یا ان کی خوشی منانا تمہارے دنیوی جمع کئے ہوئے مال و متاع روپیہ مکان، جائیداد، جانور، بھتی باڑی بلکہ اولاد وغیرہ سب سے بہتر ہے کہ اس خوشی کا فائدہ شخصی نہیں بلکہ قومی ہے وقتی نہیں بلکہ دائمی ہے۔ صرف دنیا میں نہیں بلکہ دین و دنیا دونوں میں ہے جسمانی نہیں بلکہ دلی اور روحانی ہے۔ برباد نہیں بلکہ اس پر ثواب ہے۔“

(”تفسیر نعیمی“ مطبوعہ لاہور، جلد گیارہ، صفحہ: ۳۶۹)

دنیا کے تاجدارو اے بے نوا فقیرو  
لعل و گھر لٹاؤ سرکار آگئے ہیں  
خوشیاں سبھی مناؤ سرکار آگئے ہیں

حضرات ذی وقار! جب یہ ثابت ہو گیا کہ سب جہانوں کی رحمت حضور جانِ کائنات ﷺ ہیں تو اہل ایمان پر لازم ہے کہ فرمانِ خداوندی پر عمل کرتے ہوئے میلاد النبی ﷺ کی خوشیاں منائیں۔

میلاد النبی ﷺ اور صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

علامہ علاؤ الدین ابنِ ماجہ رحمۃ اللہ علیہما نقل فرماتے

ہیں کہ:

”خليفة راشد سيدنا ابو بكر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ۱۲ ربیع الاول کو سید عالم ﷺ کی ولادت مبارکہ کی خوشی میں ۱۱۰۰ اونٹ ذبح کئے اور مسلمانوں کی دعوت کی۔“

(”وجیز الصراط فارسی“ مطبوعہ لاہور، صفحہ: ۶۶)

شیخ الدلائل مولانا شیخ عبدالحق محدث الہ آبادی علیہ رحمۃ  
الہادی نقل فرماتے ہیں کہ:

”حضرت سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما ایک دن ایک قوم کے سامنے اپنے گھر میں حضور جانِ کائنات ﷺ کے واقعات ولادت (یعنی میلاد) بیان فرما رہے تھے اور اظہارِ مسرت اور خوشی کر کے اللہ کا شکر بجالا رہے تھے اور حضور جانِ کائنات ﷺ پر صلوة و سلام پڑھ رہے تھے کہ ناگاہ حضور جانِ کائنات ﷺ تشریف لے آئے اور آپ نے فرمایا تمہارے واسطے میری شفاعت حلال ہوگئی۔“

(”الذکر المنظم“ سن اشاعت: ۱۴۰۳ ہجری، صفحہ: ۹۵)

سب مل کے گنگناؤ میلاد کے ترانے  
رحمت کے گیت گاؤ سرکار آگئے ہیں

حضرت سیدنا ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میرا حضور جانِ کائنات ﷺ کے ہمراہ حضرت سیدنا عامر انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکان کی طرف گزر ہوا ہم نے دیکھ کہ حضرت عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے خاندان اور بیٹوں کو حضور جانِ کائنات ﷺ کے میلاد واقعات سنارہے ہیں اور فرما رہے ہیں کہ یہی دن تھا (یعنی پیر کا دن جس میں سرور عالم ﷺ عالم دنیا میں رونق افروز ہوئے) حضور علیہ السلام نے دیکھا کہ فرمایا کہ بیشک اللہ تعالیٰ نے تمہارے واسطے رحمت کے دروازے کھول دیئے ہیں اور تمام فرشتے تمہارے واسطے بخشش کی دعا مانگ رہے ہیں، اور جو شخص تجھ سا کام کرے گا (یعنی میلاد منائے گا) وہ تم جیسا ہی مرتبہ پائے گا۔

(”الذکر المنظم“ سن اشاعت: ۱۴۰۳ ہجری، صفحہ: ۹۵)

فیضان بات سمجھو غیروں کا ذکر چھوڑ  
نعت نبی سناؤ سرکار آگئے ہیں

اولیاءِ کاملین کا عقیدہ:

امام الاولیاء حضرت خواجہ حسن بصری علیہ رحمۃ الہادی فرماتے ہیں کہ:

”مجھے یہ بات پسند ہے کہ کاش میرے پاس اُحد پہاڑ کے

برابر سونا ہوا اور میں اُسے حضور جانِ کائنات ﷺ کے میلاد پر خرچ کر دوں۔“

سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی علیہ رحمۃ اللہی فرماتے ہیں کہ: ”جو حضور جانِ کائنات ﷺ کے میلاد شریف کی محفل میں حاضر ہوا اور اس کی تعظیم و تکریم کی تو وہ ایمان کے ساتھ کامیاب ہو گیا۔“

حضرت معروف کرخی علیہ رحمۃ اللہی فرماتے ہیں کہ: ”جس نے حضور جانِ کائنات ﷺ کے میلاد شریف میں کھانے کا انتظام کیا۔ عزیز و اقارب کو جمع کیا۔ چراغاں کیا۔ تمام اہتمام کئے۔ اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کے دن انبیاء علیہم السلام کے پہلے گروہ کے ساتھ اٹھائے گا۔ اور اعلیٰ علین میں جگہ پائے گا۔“

سلطان الاولیاء حضرت سری سقطی علیہ رحمۃ اللہی فرماتے ہیں کہ: ”جس نے کسی ایسی جگہ کا قصد کیا۔ جہاں میلاد شریف پڑھا جاتا ہے۔ تو گویا اس نے جنت کے باغوں میں سے ایک باغ کا قصد کیا۔ کیونکہ اس نے حضور جانِ کائنات ﷺ کی محبت میں اس جگہ کا عزم کیا۔ اور حضور جانِ کائنات ﷺ کا ارشاد ہے:

”جس نے مجھ سے محبت کی۔ جنت میں میرے ساتھ ہوگا۔“

لگا ہیں رہ میں بچھا دو کہ آپ آئے ہیں  
دلوں کو فرش بنادو کہ آپ آئے ہیں

حضرت امام جلال الدین سیوطی علیہ رحمۃ اللہی فرماتے ہیں: ”کوئی مسجد یا محلہ ایسا نہیں جس میں حضور جانِ کائنات ﷺ کا میلاد شریف ہوتا ہو، مگر یہ کہ فرشتے اس گھر، مسجد یا محلہ کو گھیر لیتے ہیں۔ اور اس اہل خانہ پر نزول رحمت کی دعا کرتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ اپنی رحمت و رضوان ان کے شامل حال کر دیتا ہے اور فرشتوں کے سردار جن کے گلے میں نوری طوق پڑے ہیں۔ یعنی جبرائیل علیہ السلام، میکائیل علیہ السلام، اسرافیل علیہ السلام اور عزرائیل علیہ السلام بھی میلاد شریف کرانے والے پر رحمت کی دعا کرتے ہیں۔“

نیز فرماتے ہیں کہ:

”جس گھر میں مسلمان میلاد شریف کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس گھر والوں سے قحط و وبا، آتش زنی و غرقابی، آفات و بلیات، بغض و حسد، نگاہ شر اور چوروں کے خطرے کو دور کر دیتا ہے اور جب وہ مرجاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس پر منکر نکیر کے جواب کو آسان کر دیتا ہے اور وہ بندہ قادر مطلق اور مالک حقیقی کے ہاں صدق میں ہو جاتا ہے۔“

(”نعمت الکبریٰ“ صفحہ: ۲۶)

خدا نے آمدِ محبوب کی خوشی میں کہا  
فرشتو عرش سجا دو کہ آپ آئے ہیں

علامہ سید احمد بن عبد الغنی دمشقی علیہ رحمۃ اللہی فرماتے ہیں کہ: ”ایک بزرگ اپنا واقعہ خود بیان کرتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ بہت بڑے خطرے میں گھر گیا تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے مجھے اس سے صرف اس بات پر نجات عطا فرمادی کہ میرے دل میں نبی کریم ﷺ کے میلاد کے انعقاد کا خیال گزرا تھا۔“

(”نشر الدرر علی مولد ابن حجر بشمول رسائل میلاد

مصطفیٰ مطبوعہ لاہور صفحہ: ۲۹)

شیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ رحمۃ اللہی فرماتے ہیں: ”اور ہمیشہ سے ہی مسلمان حضور جانِ کائنات ﷺ کے ولادت کے مہینہ ربیع الاول میں محفلیں کرتے ہیں اور کھانے پکا کر اس مہینہ میں طرح طرح کے تحفہ جات خوب تقسیم کرتے ہیں۔ اور ان لوگوں پر اس عمل کی برکت سے ہر قسم کی برکتیں ظاہر ہوتی ہیں۔ اس محفل میلاد کے خصوصی مجربات میں سے یہ ہے کہ وہ سال بھر تک امان پاتے ہیں اور حاجت روائی، مقصود برآری کی بڑی بشارت ہے پس اللہ تعالیٰ اس شخص پر بے پایاں رحمتیں نازل فرمائے۔“

(”ماثبت من السنۃ“ مطبوعہ فرید بک سٹال

لاہور، صفحہ: ۷۴)

ضمیر ارض مقدس سے آرہی تھی صدا  
صنم کدوں کو گرا دو کہ آپ آئے ہیں

شیخ زین الدین اور شیخ وزیر الدین رحمۃ اللہ علیہما کچھ اس

طرح میلاد شریف کا اہتمام کرتے کہ:

”یکم ربیع الاول سے بارہ ربیع الاول تک روزانہ ایک ہزار روپیہ بغرض ایصال ثواب بارگاہ نبوت اس طرح خرچ کیا جاتا کہ روزانہ ایک ہزار روپیہ اس پر اضافہ کرتے رہتے۔ یعنی یکم ربیع الاول کو ایک ہزار، دوسری تاریخ کو دو ہزار، تیسری تاریخ تین ہزار اور بارہویں تاریخ کو بارہ ہزار روپے خرچ کرتے تھے۔“

(”اخبار الاخبار“ مطبوعہ دارالاشاعت کراچی، صفحہ: ۳۰۸)

شیخ محقق علیہ رحمۃ اللہ اخبار الاخبار (مصدقہ مفتی شفیع دیوبندی) کے صفحہ ۴۱۱ پر ایک دعا مانگتے ہیں کہ:

”اے اللہ! تو میری حقیقی حالت میری غرض، میرے مقصد، میرے مطلب اور میری نیت سے بخوبی واقف ہے۔ میرا کوئی عمل ایسا نہیں ہے جو تیرے دربار کے لائق ہو۔ البتہ مجھ حقیر فقیر کا ایک عمل صرف تیری ذات پاک کی عنایت کی وجہ سے بہت شاندار ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ میلاد مبارک کے موقع پر میں کھڑے ہو کر سلام پڑھتا، اور نہایت ہی عاجزی و خاکساری، محبت و خلوص کے ساتھ تیرے حبیب پاک صاحب لولاک ﷺ پر درود و سلام بھیجتا رہا۔ اے اللہ! وہ کونسا محل و مقام ہے جہاں میلاد مبارک سے زیادہ تیری خیر و برکت اور کرم و رحمت کا نزول ہوتا ہے؟ اس لئے اے ارحم الراحمین! مجھے پختہ یقین ہے کہ میرا یہ عمل کبھی بیکار نہ جائے گا۔ بلکہ لازماً تیری بارگاہ میں قبول ہوگا۔ اور جو کوئی درود و سلام پڑھے اور اس کے ذریعے دعا کرے وہ کبھی مستز نہیں ہو سکتی:

طلوع مہر رسالت ہے آج باطل کے  
سبھی چراغ بجھا دو کہ آپ آئے ہیں  
زبان میری ہے بات اُن کی:

ہم جس ملک میں رہتے ہیں اس ملک میں بہت سے ایام سرکاری اور غیر سرکاری بلکہ مذہبی سطح پر منائے جاتے ہیں۔ مثلاً یوم پاکستان، یوم قائد اعظم محمد علی جناح، یوم علامہ اقبال، یوم کشمیر، یوم آزادی یہ تمام ایام بڑے زور و شور سے منائے جاتے ہیں اور کسی مولوی

کو کوئی الرجی نہیں ہوتی۔ لیکن جب یوم میلاد منایا جائے تو بعض لوگ زبان اور سپیکر کا ناجائز استعمال کرتے ہوئے گلے پھاڑ پھاڑ کر کہتے ہیں: ”میلاد کا ثبوت کوئی نہیں، یہ دن صحابہ کرام نے نہیں منایا۔“ تعجب تو اس بات پر ہے کہ یوم میلاد پر آدمیوں کی طرح برسنے والے یہ مُلا، متذکرہ بالا ایام کے علاوہ یوم قرآن، یوم حق نواز جھنگوی، یوم اعظم طارق اور دیگر ملاؤں کے ایام مناتے ہیں۔ جبکہ میلاد النبی سے گھبراتے ہیں۔

آئیے! ہم انہی کے گھر سے میلاد کا ثبوت دکھاتے ہیں: مولوی عبداللہ دیوبندی مولوی قاسم نانوتوی کے داماد لکھتے ہیں: ”کہ مولوی محمد یعقوب صاحب مرحوم مدرس اعلیٰ عربیہ دیوبند خاص، دیوبند میں بارہا محفل میلاد میں شریک ہوئے۔“

(”تقریظ علی الدر المنظم“ صفحہ: ۱۵۵)

بُنانِ کعبہ ولادت کا سُن کر بول اُٹھے  
سر نیاز جھکا دو کہ آپ آئے ہیں  
عبدالحمید صدیقی ایڈووکیٹ جو مسلکاً دیوبندی ہے لکھتا ہے کہ:

”مسجد چھتہ میں دارالعلوم دیوبند کا افتتاح ہو گیا۔ ان ہی ایام میں ہجری ۱۲۸۲ میں خواب میں حضرت رسول اللہ ﷺ کی ہدایت و تعین کے بعد حاجی صاحب نے بنائے جامع مسجد تجویر فرمائی۔ حاجی صاحب ہر جمعہ کو بعد نماز مغرب میلاد خوانی کراتے تھے جس میں کافی روپیہ صرف ہوتا تھا۔ پوری زندگی یہی معمول رہا۔“

(”سیرت النبی بعد از وصال نبی“ مطبوعہ لاہور، جلد دوم، صفحہ: ۱۸۱)

قاری طیب مہتمم دارالعلوم دیوبند کہتے ہیں کہ: ”اتنا معلوم ہے کہ ان مسائل میں ابتداء حضرت تھانوی کی رائے جواز کی تھی۔“

(”خطبات حکیم الاسلام“ مطبوعہ کراچی، جلد پنجم، صفحہ: ۱۹۲)

قاری طیب صاحب دوسرے مقام پر کہتے ہیں:

”یہ جلسہ جیسا کہ آپ کے علم میں ہے۔ جلسہ میلاد النبی ﷺ کے نام سے منعقد کیا گیا ہے، گویا اس کا موضوع یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کی ولادت باسعادت کا ذکر کیا جائے۔ اس لئے کہ حضور ﷺ کی ولادت طیبہ کا ذکر حقیقت عین عبادت ہے اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک بڑی بھاری اطاعت اور قربت ہے اور سارے کمالات کا سرچشمہ ہے۔ اس لئے میلاد النبی کا تذکرہ ایک عظیم نعمت ہے جو مسلمانوں کو عطا کی گئی تو میں اس وقت میلاد النبی ہی کے بارے چند کلمات آپ حضرات کی خدمت میں گزارش کروں گا۔ اور اسی مناسبت سے یہ چند آیتیں میں نے تلاوت کی ہیں جو آپ کے سامنے حضور کی دو ولادتوں کا ذکر کروں گا۔

یہ اُن کی آمد کا دبدبہ تھا نکھار ہر شے کا ہو ر تھا  
نجوم و افلاک جام و مینا اُجالتے تھے کھنگا لیتے تھے  
کوثر نیازی دیوبندی لکھتے ہیں:

”سید المرسلین کا عالم انسانیت پر بلاشبہ یہ احسان عظیم تھا اور یقیناً وہ دن بڑا ہی اہم تھا جب یہ محسن انسانیت ﷺ اس عالم آب و گل میں تشریف لائے۔ بہ نظر غائر دیکھا جائے تو عید میلاد النبی ﷺ ہی تمام عیدوں کا مبداء ہے۔ آنحضور ﷺ کا ظہور پر نور ہوا تو خلق خدا کو خدائے تبارک و تعالیٰ کی ہستی کا شعور حاصل ہوا۔

تو حید کا ادراک، وحدانیت کا اقرار، احکام خداوندی کی تعلیم، عبادات کی تفہیم، سب آنحضور ﷺ کی ذات مقدس کی مرہون منت ہے۔ رمضان شریف اور اس کی فضیلتیں آنحضور ﷺ کی وجہ سے ہم پر ظاہر ہوئیں اور انہیں فضیلتوں سے مستحق ہونے کے بعد ہم عید الفطر کی مسرتوں کے مستحق ہوئے۔

اسی طرح آنحضور ﷺ نے ہی ہمیں حج اور قربانی کے طریقے سکھائے جن کی بناء پر ہمیں عید الاضحیٰ کی خوشیاں نصیب ہوئیں۔ پس جو یوم مبارک عیدین سعیدین کی تقریبات کا مبداء ہے وہ تو کہیں زیادہ مسرت و اہتاج کا دن ہے جسے ہم سب سے بڑی عید کا دن کہہ سکتے ہیں۔

(”جب حضور آئے“ مطبوعہ مکتبہ تعمیر انسانیت

لاہور، صفحہ: ۱۲۰)

اب ہم آخری قول جو کہ قول فیصل ہے نقل کرنے کے بعد مقالہ کو اختتام کی طرف لے چلتے ہیں وہ آخری قول مولوی صدیق حسن غیر مقلد کا ہے۔ مولوی صاحب لکھتے ہیں کہ:

”عبارت سابقہ سے اظہار فرح میلاد نبوی پر پایا جاتا ہے سو جس کو حضرت کے میلاد کا حال سن کر فرحت حاصل نہ ہو اور شکر خدا کا حصول پر اس نعمت کے نہ کرے وہ مسلمان نہیں۔

(”الشمامۃ العمبریہ“ مطبوعہ ہندوستان سن اشاعت

ہجری ۱۳۰۰ صفحہ: ۱۲)

لو جناب! تم میلاد منانے والے کو بدعتی اور مشرک کہتے کہتے نہیں تھکتے اور تمہارے ہی بابا جی، میلاد سن کر خوش نہ ہونے والے کو کافر کہہ رہے ہیں۔ یہ فتویٰ تو ان کیلئے ایوان و ہابیہ سے صادر ہوا ہے جو میلاد سن کر خوش نہیں ہوتے اور جو میلاد کا اشتہار دیکھ کر ہی راکھ ہو جاتے ہیں۔ میلاد منانے والے عشاقانِ رسول پر فتویٰ بازی کرتے ہیں۔ میلاد روکنے کی سعی نامشکور کرتے ہیں ان کا حال تو عندا لشرع اس سے بدتر ہوگا۔

اُف رے منکر یہ بڑھا جوش تعصب آخر  
بھیڑ میں ہاتھ سے کم بخت کے ایمان گیا

# گستاخ رسول کی سزا

رَحْمَةُ اللَّهِ تَعَالَى عَلَيْهِ اس آیت کے تحت فرماتے ہیں:

”فَذَمُّهُمْ عَلَى تَرْكِ اتِّبَاعِ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ كَمَا ذَمُّهُمْ عَلَى تَرْكِ الْإِسْلَامِ وَدَلْ بِذَلِكَ عَلَى صِحَّةِ حُجَّةِ الْإِجْمَاعِ۔“ (۴)  
”یہاں مؤمنین کا راستہ ترک کرنے کی مذمت کی گئی ہے جیسے اسلام ترک کرنے کی مذمت کی گئی ہے اور یہ اجماع کے تحت ہونے کی صحت پر دلیل ہے۔“

اسی طرح فقیہ ابواللیث سمرقندی رَحْمَةُ اللَّهِ تَعَالَى عَلَيْهِ فرماتے ہیں:

”يَعْنِي يَتَّبِعُ دِينًا غَيْرَ دِينِ الْمُؤْمِنِينَ وَيُقَالُ يَتَّبِعُ طَرِيقًا وَمَذْهَبًا غَيْرَ طَرِيقِ الْمُؤْمِنِينَ وَفِي الْآيَةِ دَلِيلٌ أَنَّ الْإِجْمَاعَ حُجَّةٌ لِأَنَّ مَنْ خَالَفَ الْإِجْمَاعَ فَقَدْ خَالَفَ سَبِيلَ الْمُؤْمِنِينَ۔“ (۵)  
”یعنی جس نے مسلمانوں کے دین کے علاوہ کسی اور دین کی اتباع کی اور ایک قول یہ ہے کہ مسلمانوں کے طریقے کے علاوہ کسی اور طریقے یا مذہب کی اتباع کی۔ اور اس آیت میں دلیل ہے کہ اجماع حجت ہے پس جس نے اجماع کی مخالفت کی تو گویا اس نے مسلمانوں کے راستے کی مخالفت کی۔“

اسی طرح امام ابوالمظفر منصور بن محمد بن عبد الجبار السمعانی رَحْمَةُ اللَّهِ تَعَالَى عَلَيْهِ فرماتے ہیں:

الحمد لله والصلوة والسلام على سيدنا محمد وآله واصحابه الذين يعارضون معانديه۔  
”وَمَنْ يُشَاقِقِ الرَّسُولَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدَى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ نُوَلِّهِ مَا تَوَلَّى وَنُصْلِهِ جَهَنَّمَ ط وَسَاءَتْ مَصِيرًا۔“ (۱)

”اور جو رسول کا خلاف کرے بعد اس کے کہ حق راستہ اس پر کھل چکا اور مسلمانوں کی راہ سے جدا راہ چلے ہم اُسے اُس کے حال پر چھوڑ دیں گے اور اُسے دوزخ میں داخل کریں گے اور کیا ہی بری جگہ پلٹنے کی۔“ (۲)

صدر الافاضل علامہ سید محمد نعیم الدین مراد آبادی نور اللہ مرقدہ اس آیت کی تفسیر میں یوں فرماتے ہیں:

”یہ آیت دلیل ہے اس کی کہ اجماع حجت ہے اس کی مخالفت جائز نہیں جیسے کہ کتاب و سنت کی مخالفت جائز نہیں اور اس سے ثابت ہوا کہ طریق مسلمین ہی صراطِ مستقیم ہے حدیث شریف میں وارد ہوا کہ جماعت پر اللہ کا ہاتھ ہے ایک اور حدیث میں ہے کہ سوا اِظْمَ یعنی بڑی جماعت کا اتباع کرو جو جماعتِ مسلمین سے جدا ہوا وہ دوزخی ہے اس سے واضح ہے کہ حق مذہب اہل سنت و جماعت ہے۔“ (۳)

امام ابو بکر أحمد بن علی الرازی الجصاص الحنفی

۱: النساء: ۱۱۵۔

۲: کنز الایمان۔

۳: خزائن العرفان۔

۴: أخرجه الجصاص في أحكام القرآن ۲/۲۸۸ دار إحياء التراث العربي بيروت.

۵: أخرجه السمرقندي في تفسير السمرقندي المسمى بحر العلوم ۱/۳۶۳ دار الفكر بيروت.



”واستدلال أهل العلم بهذه الآية على أن الإجماع حجة۔“ (۶)

”اور اہل علم نے اس آیت سے اجماع اُمت پر استدلال کیا ہے۔“

امام الوہابیہ محمد بن علی بن محمد الشوکانی نے لکھا ہے:

”وقد استدلال جماعة من أهل العلم بهذه الآية على حجية الإجماع۔“ (۷)

”اہل علم میں سے ایک جماعت نے اس آیت سے اجماع کی حجیت پر استدلال کیا ہے۔“

أبو القاسم محمود بن عمر الزمخشري الحواري نے لکھا ہے:

”وهو دليل على أن الإجماع حجة لا تجوز مخالفتها كما لا تجوز مخالفة الكتاب۔“ (۸)

”اور یہ اجماع کے حجت ہونے پر دلیل ہے، اس کی مخالفت جائز نہیں جیسے کتاب اللہ کی مخالفت جائز نہیں۔“

ابن کثیر نے اس آیت کی تفسیر میں لکھا ہے:

”أى ومن سلك غير طريق الشريعة التى جاء بها الرسول صلى الله عليه وسلم فصار فى شق والشرع فى شق وذلك عن عمد منه بعدما ظهر له الحق وتبين له واتضح له وقوله (ويتبع غير سبيل المؤمنين) هذا ملازم للصفة الأولى ولكن قد تكون المخالفة لنص الشارع وقد تكون لما اجتمعت عليه الأمة المحمدية فيما علم إتفاقهم عليه تحقيقاً فإنه قد ضمنت لهم العصمة فى اجتماعهم من الخطأ تشریفاً لهم وتعظيماً لنبیہم وقد وردت أحاديث صحيحة كثيرة فى ذلك قد

ذكرنا منها طرفاً فإصالحاً فى كتاب أحاديث الأصول ومن العلماء من ادعى تواتر معناها والذى عول عليه الشافعى رحمه الله فى الإحتجاج على كون الإجماع حجة تحرم مخالفته هذه الآية الكريمة بعد التروى والفكر الطويل وهو من أحسن الاستنباطات وأقواها۔“ (۹)

”جو شخص غیر شرعی طریق پر چلے، شرع ایک طرف ہو اور اس کی راہ ایک طرف ہو، فرمان رسول کچھ ہو اور اس کا منہائے نظر اور ہو۔ حالانکہ اس پر حق کھل چکا ہو، دلیل دیکھ لی ہو، پھر بھی مخالفت رسول کر کے مسلمانوں کی صاف روش سے ہٹ جائے تو ہم بھی اسی ٹیڑھی اور بری راہ پر ہی اسے لگا دیتے ہیں۔ اسے وہی غلط راہ اچھی اور بھلی معلوم ہونے لگتی ہے یہاں تک کہ بچوں بچ جہنم میں جا پہنچتا ہے۔ مومنوں کی راہ کے علاوہ راہ اختیار کرنا دراصل رسول سے مخالفت کرنا ہی ہے لیکن کبھی تو شارع علیہ السلام کی صاف بات کا خلاف ہوتا ہے کبھی اس چیز کا خلاف ہوتا ہے جس پر ساری اُمت محمدیہ متفق ہے جس میں انہیں اللہ نے بوجہ ان کی شرافت و کرامت کے محفوظ کر رکھا ہے۔ اس بارے میں بہت سی حدیثیں بھی ہیں اور ہم نے بھی احادیث اصول میں ان کا بڑا حصہ بیان کر دیا ہے، بعض علماء تو اس کے تواتر کے معنی کے قائل ہیں۔ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے غور و فکر کے بعد اس آیت سے اتفاق اُمت کی دلیل ہونے پر استدلال کیا ہے۔ حقیقتاً یہی اس بارے میں بہترین اور قوی تر ہے۔“ (۱۰)

ان تمام معتبر تقاسیر کے حوالہ جات سے یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچی کہ اجماع اُمت حجت ہے اور اس کی مخالفت بالکل ایسے ہی ہے، جیسے کتاب اللہ اور سنت کی مخالفت ہے، جو کہ جائز نہیں۔ اور اس کی مخالفت کرنے والے کو اللہ تعالیٰ نے قرآن میں جہنم کی وعید سنائی ہے۔

۶: السمعاني فى تفسير القرآن ۴/۱ دار الوطن. الرياض.

۷: الشوکانی فى فتح القدير الجامع بين فنى الرواية والذرية من علم التفسير ۵/۱ دار الفكر بيروت.

۸: الخوارزمى فى الكشف عن حقائق التنزيل وعيون الأقاويل فى وجوه التأويل ۵/۱ دار إحياء التراث العربى بيروت.

۹: ابن کثیر فى تفسير القرآن العظيم ۵/۱ دار الفكر بيروت.

۱۰: تفسير ابن کثیر (مترجم: محمد ميمون جونا گڑھی وہابی) ۲۷۵/۱ مکتبہ قدوسیہ لاہور.

حضور ﷺ کا ارشاد ہے:

”إن أهل الكتاب تفرقوا في دينهم على اثنتين وسبعين ملة وتفتقر هذه الأمة على ثلاث وسبعين كلفاً في النار إلا واحدة وهي الجماعة۔“ او کما قال (۱۱)

”بلاشبہ اہل کتاب اپنے دین میں بہتر فرقوں میں بٹ گئے اور یہ اُمت بہتر فرقوں میں بٹ جائے گی تمام ناری ہیں سوائے ایک کے اور وہ جماعت ہے۔“

ایک اور جگہ آپ نے یوں ارشاد فرمایا:

”وإن بني إسرائيل تفرقت على ثنتين وسبعين ملة وتفتقر أمتي على ثلاث وسبعين ملة كلهم في النار إلا ملة واحدة قالوا من هي يا رسول الله قال ما أنا عليه وأصحابي۔“ او کما قال۔ (۱۲)

”بلاشبہ بنی اسرائیل اکہتر فرقوں میں بٹے اور میری اُمت بہتر فرقوں میں بٹ جائے گی جو سب کے سب ناری ہیں سوائے ایک فرقہ کے پوچھا یا رسول اللہ! وہ کون ہیں؟ فرمایا جو میرے اور میرے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے طریقے پر ہوں گے۔“

پتا چلا کہ ناجی گروہ صرف اور صرف اہل سنت و جماعت ہے جو حضور ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام علیہم الرضوان کے طریقے پر ہے اس کے علاوہ باقی تمام فرقے ناری ہیں اور ناری فرقے وہی ہیں جنہوں نے اہل سنت کے راستے کو چھوڑ کر ایک نیا راستہ اختیار کیا۔

جب لوگوں سے کسی بندے کو اُس کی اوقات سے بڑھ کر عزت ملنا شروع ہو جاتی ہے تو وہ یہ سمجھنے لگتا ہے کہ: بے

ہجھو م دیگرے نیست

کچھ یہی صورتحال آج کل فرقہ صلح کلیت کے بانی طاہر القادری کیساتھ بھی پیش آرہی ہے۔ جب اس شخص نے کام شروع کیا تو لوگوں نے

اس کی حوصلہ افزائی کی اور جوں جوں اس کی جماعت میں اضافہ ہونا شروع ہوا تو اس نے آئے روز نئے نئے دعوے کرنے شروع کر دیئے اور اپنی تمام باگیں تڑوا کر امام ابوحنیفہ اور دوسرے مجتہدین کے مقابلے میں خود مجتہد بن بیٹھا۔ طاہر القادری کی گمراہی اس وقت ظاہر ہوئی جب لاہور میں عورت کی دیت کے موضوع پر ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے عورت کی دیت کو مرد کی دیت کے برابر قرار دیا، حاضرین میں سے کسی نے امام ابوحنیفہ اور آپ کے شاگردان رشید اور جلیل القدر حنفی علماء رحمہم اللہ تعالیٰ کے نام بطور حوالہ پیش کیے تو جواب میں طاہر القادری نے کہا کہ آپ ان لوگوں کو میرے سامنے پیش نہیں کر سکتے کیونکہ یہ سب لوگ اس معاملے میں میرے فریق ہیں یوں طاہر القادری نے عہدِ صحابہ سے لے کر اس وقت تک کے تمام علماء کے عورت کی دیت کے مرد کی دیت سے نصف ہونے پر ہونے والے اجماع کو بیک جہش لسان رد کر دیا۔ اس کے بعد طاہر القادری کی گمراہیوں کا ختم والا سلسلہ شروع ہو گیا۔ پھر کیا تھا، نت نئے خوابوں اور جھوٹے الہامات کا ایک تانتا بندھ گیا، ایک دفعہ تو اس شخص نے انتہائی کردی جب اس نے سستی شہرت کی خاطر اپنے ماننے والوں کے مجمع میں گستاخانہ خواب بیان کیا کہ حضور ﷺ تمام اہل پاکستان سے ناراض ہو کر جا رہے تھے کیونکہ اہل پاکستان نے انہیں بلا کر ان کی میزبانی نہیں کی لیکن میرے کہنے پر صرف اس شرط پر پاکستان میں ٹھہرنے کا ارادہ کر لیا کہ میری میزبانی تم کرو گے اور اس دوران میرے کھانے اور پینے کا انتظام تم کرو گے، پاکستان میں جہاں کہیں آؤں اور جاؤں گا وہ انتظام آمد و رفت تم کرو گے اور جب مدینے واپس جاؤں گا تو واپسی کا ٹکٹ بھی تم ہی لے کر دو گے۔ (نور اللہ)

علمائے اہل سنت نے ایسا گستاخانہ جھوٹا خواب گھڑنے پر طاہر القادری کی شدید مذمت کی کیونکہ حضور ﷺ کا ارشاد ہے:

”إنما أنا قاسم واللہ يعطي۔“ (۱۳)

۱۱: أخرجه حاكم في المستدرک على الصحيحين ۲۱۸/۱ رقم ۴۳۳ دار الكتب العلمية بيروت.

۱۲: أخرجه الترمذی فی السنن ۲۶/۵ باب: ما جاء في افتراق هذه الأمة، رقم ۲۶۲۱ دار إحياء التراث العربی بیروت. وحاكم في المستدرک على الصحيحين ۲۱۸/۱ رقم ۴۳۳ دار الكتب العلمية بيروت.

۱۳: أخرجه البخاری فی الصحيح ۳۹/۱ باب: من یرد الله به خیر یفقہ فی الدین، رقم ۷۱۴۱ دار ابن کثیر بیروت. وابو یعلی فی المعجم ۳۸، رقم ۲ إدارة العلوم الأثرية فیصل آباد. والحمیدی فی الجمع بین الصحيحین البخاری ومسلم ۴/۳، رقم ۲۸۹۷ دار ابن حزم بیروت. وطبرانی فی المعجم الكبير ۳۹۰/۱، رقم ۹۱۵ مکتبة الزہراء الموصل. وطبرانی فی مسند الشامیین ۱۰۱/۳، رقم ۱۸۷۷ مؤسسة الرسالة بیروت. وتبریزی فی مشکوٰۃ المصابیح ۷۰/۱، رقم ۲۰۰ مکتبہ الإسلامی بیروت.

یعنی اللہ عطا فرماتا ہے اور میں تقسیم کرتا ہوں۔ اس حدیث کو امام بخاری نے اپنی صحیح میں مختلف الفاظ سے پانچ مقامات پر نقل کیا ہے۔

علماء نے یہی موقف اختیار کیا کہ حضور ﷺ تو تقسیم فرمانیوالے ہیں، یہ کیسے ممکن ہے کہ حضور ﷺ دوسروں کے لیے تقسیم کرنے والے ہوں اور خود اکثر طاہر کے ٹکٹوں کے محتاج ہوں۔ علمائے اہل سنت کی اس قدر مخالفت کے باوجود یہ شخص ٹس سے مس نہیں ہوا اور علماء کی بجا مخالفت کو بدعتی پر محمول کرتا رہا۔ اور اب صورتحال یہ ہے کہ کبھی یہ شخص عالمگیر انقلاب کا نعرہ لگا کر قائد انقلاب بن بیٹھتا ہے، تو کبھی نابغہ عصر کہلانے لگتا ہے، کبھی شیخ الاسلام کہلاتا ہے، تو کبھی شیخ الاسلام والمسلمین بن جاتا ہے اور پھر جب دیکھتا ہے کہ اس پر بھی گزارہ نہیں ہو رہا تو اپنے تئیں مجدد بن بیٹھتا ہے۔ الغرض آئے روز نت نئے دعوے کرنا اور گرگٹ کی طرح رنگ بدلنا ہی اس کا شیوہ بن چکا ہے۔

تقریباً ایک سال قبل ننگانہ کی رہنما لے ایک ملعون چوہڑی آسیہ مسیح نے آقائے دو جہاں، رحمۃ للعالمین، احمد مجتبیٰ، محمد مصطفیٰ ﷺ کی شان میں گستاخی کی جس پر اہل علاقہ نے آسیہ مسیح کے خلاف تھانے میں رپورٹ کی۔ آسیہ مسیح کو گرفتار کر لیا گیا اور تھانے میں جب اس سے گستاخی کے بارے میں پوچھا گیا تو اس نے اپنے جرم کا اقرار کر لیا جس پر اسے سیشن کورٹ ننگانہ میں پیش کیا گیا تو وہاں بھی اس نے اپنے جرم کا اقرار کیا۔ جج نے انصاف کے تمام تقاضے پورے کرنے کے بعد ۱۱ نومبر ۲۰۱۰ء کو اسے موت کی سزا سنائی۔ لیکن ۲۰ نومبر ۲۰۱۰ء کو پاکستان کے سب سے بڑے صوبہ پنجاب کا ملعون گورنر سلمان تاثیر اس سے ملنے شیخوپورہ جیل گیا اور اس کے سر پر ہاتھ پھیر کر اسے تسلی دیتے ہوئے کہا کہ میں زرداری سے بات کر کے تمہاری سزا معاف کرواؤں گا اور پھر اسی پر اکتفا نہیں کیا تو بین رسالت کے قانون کو ”کالا قانون“ کہا اور علماء کے بارے میں کہا کہ میں انہیں جوتے کی ٹوک پر رکھتا ہوں جس پر پوری قوم

سراپا احتجاج بن گئی لیکن حکومت کے کانوں پر جوں تک نہ رہی۔ پاکستان کے تمام اخبارات میں تو بین رسالت کے قانون کے بارے میں سلمان تاثیر ریمارکس چھپے۔ جب سلمان تاثیر ملعون چوہڑی آسیہ مسیح سے ملاقات کرنے جیل گیا تو اس نے کہا:

”تو بین رسالت کا قانون، سزائے موت جہنم کا ضیاء الحق کا بنایا ہوا قانون ہے اور یہ ”کالا قانون“ ہے۔“ (۱۳)

”مقتول گورنر سلمان تاثیر پہلی مرتبہ ۲۰ نومبر کو سامنے آئے اور آسیہ سے ملاقات کرنے شیخوپورہ جیل پہنچ گئے وہاں انہوں نے تحفظ ناموس رسالت قانون کو ”کالا قانون“ قرار دیا۔“ (۱۵)

ممتاز صحافی حامد میر نے لکھا ہے:

”پنجاب کے گورنر سلمان تاثیر نے 295.c کو ”کالا قانون“ قرار دیا۔“ (۱۶)

”آسیہ بی بی غریب اور بے بس خاتون ہے، اُسے قائد اعظم اور ذوالفقار علی بھٹو کے دیئے ہوئے قانون کے تحت نہیں بلکہ ضیاء الحق کے ”کالے قانون“ کے تحت سزا ہوئی۔“ (۱۷)

اگر قانون قائد اعظم اور بھٹو نے بنایا ہو تو وہ سفید قانون کہلائے گا اور اگر قانون ضیاء الحق نے بنایا ہو تو وہ کالا قانون کہلائے گا، یہ کہاں کا اصول ہے؟ تو بین رسالت کے مجرم قتل کی سزا دینا ضیاء الحق کا قانون نہیں، اللہ اور اس کے رسول کا قانون ہے، اس لیے اب کوئی شخص بے شک یہ کہتا پھرے کہ میں نے تو صرف ضیاء الحق کے بنائے ہوئے قانون کو کالا قانون کہا ہے، اس کی بات کا قطعاً کوئی اعتبار نہیں کیا جائے گا۔ یہ تو بالکل ایسے ہی ہے جیسے کوئی کسی کو دلہ حرام کہے اور جب وہ شخص سیخ پا ہو تو کہے کہ میں نے تو تمہیں عزت والی اولاد کہا ہے، کیونکہ حرام کے ایک معنی ”عزت والا“ بھی ہیں، تو ایسی صورت میں اس کی بات کو کوئی اعتبار نہیں کیا جائے گا، کیونکہ حرام کے معروف معنی ”ناجائز“ ہیں۔ بالکل ایسے ہی کوئی تو بین رسالت کے قانون کو کالا قانون کہے

۱۳: روزنامہ ”نوائے وقت“ کراچی ۲۳ نومبر ۲۰۱۰ء۔

۱۵: روزنامہ ”جنگ“ کراچی ۶ جنوری ۲۰۱۱ء۔

۱۶: روزنامہ ”جنگ“ کراچی ۲۹ نومبر ۲۰۱۰ء۔

۱۷: روزنامہ ”ایکسپریس“ کراچی ۲۳ نومبر ۲۰۱۰ء۔

اور پھر یہ کہے کہ میں نے ضیاء الحق کے بنائے ہوئے قانون کو کالا قانون کہا ہے، تو اس کی بات کا اعتبار نہیں کیا جائے گا، کیونکہ توہین رسالت کا قانون ضیاء الحق کا بنایا ہوا نہیں، بلکہ اللہ اور اس کے رسول کا بنایا ہوا ہے، ضیاء الحق نے تو صرف اس قانون کو رائج کیا ہے۔ اور یہاں اس بات کی وضاحت کرنا بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ قائد اعظم کا نام صرف دھوکے کے لیے لیا گیا، ورنہ قائد اعظم اس قانون کے حامی تھے کہ گستاخ رسول کی سزا موت اور صرف موت ہے، اسی لیے آپ نے ملعون راجپال کے قاتل غازی علم الدین شہید کے مقدمے کی پیروی کی، اسے قاتل قرار دے کر سزا کا مستحق نہیں ٹھہرایا۔

تاشیر نے مزید کہا:

”آسیہ بی بی غریب اور بے بس خاتون ہے جسے ”کالے قانون“ کے تحت موت کی سزا سے نہ صرف پاکستان بلکہ باہر کے ملکوں میں ہمارا مذاق بن گیا ہے۔“ (۱۸)

ملعون سلمان تاشیر نے اپنے ایک بیان میں یہ بھی کہا کہ:

”اس معاملے کا مذہب سے کوئی واسطہ نہیں بلکہ اس کا تعلق انسانیت سے ہے۔“ (۱۹)

کیا یہ مذاق نہیں ہے کہ گستاخان رسول، اپنی گندی زبان کا مظاہرہ کرتے ہیں اور پھر دندناتے نظر آتے ہیں کیونکہ یہاں ہمارے نام نہاد مفکرین اور ملحد بے دین حکمرانوں اور اینکروں کی ”انسانیت“ اپنے جوہر دکھاتی ہے۔ اپنی عملی زندگی میں حضور ﷺ کے اُسوۂ حسنہ کی دھجیاں بکھیرنے والوں کو یہاں اُسوۂ حسنہ یاد آ جاتا ہے، لیکن یہاں میں اس بات کی وضاحت کر دوں کہ حضور ﷺ نے اپنے دشمنوں کو معاف ضرور کیا ہے، جبکہ گستاخی کرنیوالوں کو حرم کعبہ میں بھی موت کے گھاٹ اتارنے کا حکم دیا ہے اور صحابہ کرام نے اس پر عمل کر کے دکھا دیا ہے کہ گستاخ رسول کا خون اتنا بے وقعت ہے کہ حرم کعبہ جہاں جوں تک مارنا حرام ہے، وہاں بھی اس کی کوئی قیمت نہیں۔

موت سے کچھ دن پہلے ڈان نیوز کے ایک اینکر ارشد شریف

کو انٹرویو دیتے ہوئے سلمان تاشیر نے یہی موقف اختیار کیا کہ توہین رسالت کا یہ قانون ”کالا قانون“، ”پچکا قانون“ اور عام انسانوں کا بنایا ہوا قانون ہے۔ اور یہ بھی کہا کہ:

”یہ کوئی خدا کا قانون نہیں اور ہر قانون میں آپ تبدیلیاں لاسکتے ہیں۔“

ملعون سلمان تاشیر مزائیوں کو کافر قرار دیئے جانے والی شق کے بھی خلاف تھا۔ اس کی بیٹی شہر بانو نے اپنے ایک انٹرویو میں کہا:

”میرے والد مرزائیوں کو غیر مسلم قرار دینے والی شق کے خلاف تھے۔“

سلمان تاشیر کی اسلام اور قانون تحفظ ناموں رسالت کے بارے میں اس طرح کی اسٹیٹمنٹ سے ہر طبقے سے تعلق رکھنے والے لوگوں میں حیران کی کیفیت تھی، جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ اسلام آباد سے تعلق رکھنے والے ایلٹ فورس کے اہلکار غازی ملک ممتاز حسین قادری نے تاشیر کو دوں دھاڑے جہنم رسید کر دیا۔ ممتاز حسین قادری کو گرفتار کر لیا گیا اور عدالت میں مقدمہ شروع ہو گیا، جس میں پاکستان بھر میں ہر طبقہ فکر سے تعلق رکھنے والے لوگوں نے ممتاز حسین قادری کیساتھ اظہارِ بیعت کیا۔

یہ مقدمہ نو ماہ تک جاری رہا اور بالآخر ایک قادیانی جج کے ذریعے ممتاز حسین قادری کو سزائے موت سنائی گئی۔ اس فیصلے سے پانچ دن قبل ڈاکٹر طاہر نے ایک قادیانی اینکر کو انٹرویو دیتے ہوئے یہ موقف اختیار کیا کہ:

﴿ سلمان تاشیر کو جس شخص نے قتل کیا ہے وہ شخص قاتل ہے اور اسے قاتل ہونے کی حیثیت سے سزا ملنی چاہیے۔

﴿ سلمان تاشیر نے بالفرض اگر کوئی ایسا جملہ بولا..... جو گستاخی رسول پر جا کر منجھوتا ہے تو بھی کسی سولین اور انڈیو بچوئل کو قتل کرنے کی اجازت نہیں، اسلام اجازت نہیں دیتا، اگر وہ قانون اپنے ہاتھ میں لے کر اسے قتل کرے گا تو وہ قاتل تصور کیا جائے گا اور اس کی سزا موت ہے۔

۱۸: روزنامہ ”ایکسپریس“ کراچی ۲۳ نومبر ۲۰۱۰ء۔

۱۹: روزنامہ ”جنگ“ کراچی ۲۱ نومبر ۲۰۱۰ء۔

مسلمان تاثیر نے جو اسٹینٹ دی ہے وہ گستاخی رسول کی زمرے میں نہیں آتی اور اُس نے جو جملہ بولا ہے، اہانت رسول میں اس کا وہ جملہ نہیں آتا، میں کہہ رہا ہوں کہ اگر وہ آتا بھی ہو تو بھی یہ کورٹ آف لاء کی ذمہ داری ہے کہ وہ ٹرائل کرے اور جو سزا بنتی ہے وہ دے۔ ان تین جملوں میں سے سب سے پہلے آخری جملے کے بارے میں کہوں گا یہ بات ٹھیک ہے کہ کورٹ آف لاء کی یہ ذمہ داری بنتی تھی کہ وہ ٹرائل کرتی اور مسلمان تاثیر کی جو سزا بنتی ہے وہ اسے دیتی لیکن میں ڈاکٹر طاہر ہی سے یہ پوچھوں گا کہ جب مسلمان تاثیر نے یہ اسٹینٹ دی تھی اُس وقت تمہاری یہ کورٹ آف لاء کہاں چلی گئی تھی؟ کرتے ٹرائل اور دیتے سزا۔

باقی دو جملوں سے اہل سنت کو اختلاف ہے کیونکہ حضور ﷺ کی بارگاہ میں ایسے متعدد مقامات پیش ہوئے جن میں کسی شخص نے حضور ﷺ کی شان میں گستاخی کی اور پھر کسی صحابی نے اسے قتل کر دیا لیکن حضور ﷺ کی بارگاہ سے اسے سزا کی بجائے انعام ملا۔ ڈاکٹر طاہر کا ممتاز قادری کو موت کی سزا سنائے جانے سے چند دن قبل یہ بیان اس بات کی دلیل ہے کہ: دال میں ضرور کچھ کالا کالا ہے، آخر کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے۔

غازی ممتاز حسین قادری کو سزائے موت سنائے جانے سے چند دن قبل اس طرح کا بیان دینا اس بات کی دلیل ہے کہ فیصلہ تو ”کسی اور“ نے لکھا ہے، جج نے تو صرف فیصلہ پڑھ کر سنایا ہے۔

ڈاکٹر طاہر بجائے اس کے کہ اپنی اس بیہودہ اسٹینٹ پر ندامت کا اظہار کرتا، سواپاچ گھنٹے کا ایک بیان ریکارڈ کروادیا جس میں جہاں ڈاکٹر طاہر نے اپنے خود ساختہ موقف پر ڈھٹائی کا ثبوت دیا ہے وہاں علمائے اہل سنت کو تضحیک کا نشانہ بھی بنایا ہے اور دعویٰ کیا ہے کہ یہ قانون صرف میری کوششوں سے بنا ہے۔

ڈاکٹر طاہر کا یہ بیان دراصل عذر گناہ بدتر از گناہ ہے۔ ڈاکٹر طاہر کے اس بیان کے بعد اس کے چیلے میدان میں نکل آئے اور سر عام علماء کو جاہل کہنا شروع کر دیا، گویا علماء کو جاہل

کہلوانے کیلئے دروازہ ڈاکٹر طاہر نے کھولا۔ علماء کرام کی ایسی تنقید کی مثال اس دور سے پہلے نہیں ملتی۔ حالانکہ جو حضرات علماء کو جاہل قرار دینے کے لیے میدان میں آئے ہیں خود ان کے پاس علم ہے اور نہ ہی عمل۔ بس ایسے جاے سے باہر ہوئے جا رہے ہیں، فقیر نے خود ایک شخص کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ یہ علماء چند سکوں کی خاطر ڈاکٹر طاہر کے خلاف ہیں اور ڈاکٹر سے جلتے ہیں کیونکہ تو ہیں رسالت کا قانون صرف ڈاکٹر طاہر کی کوششوں سے بنا ہے جبکہ یہ مولویوں کے بس کی بات نہیں تھی۔

قارئین کرام کی معلومات کیلئے بتانا ضروری سمجھتا ہوں کہ جس قانون کا سہرا یہ لوگ اپنے سر سجاتے پھرتے ہیں، اس قانون کو منظور کرانے کے لیے جن علماء نے تنگ و دو کی تھی، ان میں ڈاکٹر طاہر کے اُستاد محترم غزالی زماں، رازی دوراں علامہ سید احمد سعید شاہ کاظمی نور اللہ مرقدہ کا نام سر فہرست جگمگاتا ہوا نظر آتا ہے، اس موقع پر آپ نے جو بیان چیف جسٹس وفاقی شرعی عدالت کے استفسار پیش تحریر فرمایا تھا، اسے بزم سعید جامعہ انوار العلوم ملتان شریف نے محسن اہل سنت حکیم محمد موسیٰ امرتسری نور اللہ مرقدہ کے مقدمہ کے ساتھ شائع کیا ہے۔ لیکن بات یہ ہے کہ جسے اپنے اُستادوں کا شرم و لحاظ نہ ہو، وہ دیگر علماء اہل سنت کو کیا جانے؟

حضرت امام ابو حنیفہ اور حضرت داتا گنج بخش کا

مقام:

حضرت داتا گنج بخش رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَہِ سِتٰی ہیں، جن کے بارے میں حضور غوث اعظم رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَہِ فرمایا کرتے تھے کہ اگر میرے زمانے میں ہوتے تو میں ان کا مرید ہوتا۔ اور حضرت داتا گنج بخش رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَہِ فرماتے ہیں کہ علم حاصل کرنے کے بعد میں یہ سوچ رہا تھا کہ کس امام کی پیروی کروں؟ اتنے میں، میں نے اپنے آپ کو دیکھا کہ باب بنی شیبہ سے گزر رہا ہوں اور دیکھتا ہوں کہ حضور ﷺ ایک بوڑھے شخص کو گود میں لیے بچوں کی طرح پیار کر رہے ہیں، میں نے سوچا کہ یہ کون خوش نصیب بزرگ ہیں جنہیں حضور ﷺ

بچوں کی طرح پیار کر رہے ہیں، آپ میرے دل کے خیال پر مطلع ہو گئے اور میری طرف دیکھ کر فرمایا کہ اے علی ہجویری! یہ تمہارا اور مسلمانوں کا امام ابوحنیفہ ہے۔ **ذَلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ۔**

امام اعظم ابوحنیفہ نور اللہ مرقدہ جیسی عظیم شخصیت جس کے فریق ہوں، تو اس کے چچوں کے ”فریق“ کم از کم امام ابو یوسف، امام محمد بن حسن شیبانی اور امام عبداللہ بن مبارک ہی ہوں گے، ایسے لوگ علمائے اہل سنت کو جاہل نہ کہیں تو اور کیا کہیں؟ (استغفر واللہ)

ڈاکٹر طاہر اور اس کے چیلوں کا یہ کہنا کہ، علماء اہل سنت چند سکوں کی خاطر ڈاکٹر طاہر کی مخالفت کرتے ہیں، درست نہیں ہے، جبکہ حقیقت اسکے برعکس ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ خود ڈاکٹر طاہر نے چند سکوں کی خاطر اپنے ایمان کا سودا کر لیا ہے، اگر ڈاکٹر طاہر ایسا نہ کرتا تو علماء کو اس کی مخالفت کرنے کی کیا ضرورت تھی؟

**علماء کرام کی شان احادیث مبارکہ کی روشنی میں:**

احادیث مبارکہ کی روشنی میں علماء کی شان کی ایک جھلک ملاحظہ کیجیے:

**”وَإِنَّ الْعَالِمَ لَيَسْتَغْفِرُكَ مَنْ فِي السَّمَوَاتِ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ وَالْجِبْتَانِ فِي جَوْفِ الْمَاءِ وَإِنَّ فَضْلَ الْعَالِمِ عَلَى الْعَابِدِ كَفَضْلِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ عَلَى سَائِرِ الْكَوَاكِبِ وَإِنَّ الْعُلَمَاءَ وَرَثَةُ الْأَنْبِيَاءِ۔“** او کما قال (۲۰)

”اور عالم کے لیے زمین و آسمان کی تمام اشیاء مغفرت کی دعا کرتی ہیں اور مچھلیاں پانی کے پیٹ میں۔ اور بیشک عالم کی فضیلت عابد پر ایسی ہے جیسی چودھویں کے چاند کی فضیلت سارے ستاروں پر۔ اور بیشک علماء انبیاء کے وارث ہیں۔“

**”عَنْ أَبِي أُمَامَةَ الْبَاهِلِيِّ قَالَ ذَكَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ**

**عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَضْلَ الْعَالِمِ عَلَى الْعَابِدِ كَفَضْلِي عَلَى أَدْنَاكُمْ ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ وَأَهْلَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِينَ حَتَّى الثَّمَلَةَ فِي حَجَرِهَا وَحَتَّى الْحَوْتَ لِيُصَلُّوا عَلَى مُعَلِّمِ النَّاسِ الْخَيْرِ۔“** او کما قال (۲۱)

”حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے دو آدمیوں کا تذکرہ کیا گیا جن میں سے ایک عابد تھا اور دوسرا عالم۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ عالم کی فضیلت عابد پر ایسے ہی ہے جیسے میری ایک ادنیٰ آدمی پر۔ پھر فرمایا کہ یقیناً اللہ تعالیٰ، فرشتے اور تمام اہل زمین و آسمان یہاں تک کہ چوٹی اپنے سوراخ میں اور مچھلیاں اس شخص کیلئے دعائے خیر کرتے ہیں اور رحمت بھیجتے ہیں جو لوگوں کو بھلائی کی باتیں سکھاتا ہے۔“

**”عَنْ عَثْمَانَ بْنِ عَفَانَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَشْفَعُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ثَلَاثَةٌ الْأَنْبِيَاءُ ثُمَّ الْعُلَمَاءُ ثُمَّ الشُّهَدَاءُ۔“** او کما قال (۲۲)

”حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے دن تین لوگ شفاعت کریں گے۔ انبیاء، پھر علماء، پھر شہداء۔“

**”عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَضْلُ الْعَالِمِ عَلَى الْعَابِدِ كَفَضْلِي عَلَى أُمْتِي۔“** او کما قال (۲۳)

”حضرت ابو سعید الخدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ایک عالم کو عابد پر ایسے ہی فضیلت حاصل ہے جیسے مجھے ایک امتی پر۔“

ایک اور حدیث میں یوں الفاظ ہیں:

۲۰: أخرجه ابوداؤد في السنن ۳/۳۱۴ باب: البحث على طلب العلم، رقم ۳۶۲۱ دار الفكر بيروت. وابن ماجه في السنن ۱/۸۱ باب: فضل العلماء والبحث على طلب العلم، رقم ۲۲۲۳ دار الفكر بيروت.

۲۱: أخرجه الترمذی في السنن ۵/۵۰۵ باب: ماجاء في فضل الفقه على العبادة، رقم ۲۸۵ دار إحياء التراث العربی بیروت. وتبریزی في مشکوٰۃ المصابیح ۴/۴۱، رقم ۲۱۳ المكتب الإسلامي بیروت.

۲۲: أخرجه ابن ماجه في السنن ۲/۱۲۳۳ باب: ذكر الشفاعة، رقم ۲۳۱۳ دار الفكر بيروت.

۲۳: أخرجه العسقلانی في المطالب العالیة بزوائد المسانید الثمانية ۱/۴۲۱ باب: في طلب العلم والبحث عليه، رقم ۳۰۹۲ دار العاصمة السعودية.

”فضل العالم علی العابد سبعین درجة، ما بین کل درجتین کما بین السماء والأرض۔“ او کما قال (۲۳)

”ایک عالم کو عابد پر ستر درجے فضیلت حاصل ہے اور ہر درجے کے درمیان اتنا فاصلہ ہے جیسے زمین اور آسمان کے درمیان۔“ علماء کرام سے بغض رکھنا اور ان کی تنقیص کرنا منافقین کا شعار ہے، حضور ﷺ کا ارشاد ہے:

”عَنْ أَبِي أُمَامَةَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ثَلَاثَةٌ لَا يَسْتَحِفُّ بِحَقِّهِمْ إِلَّا مُنَافِقٌ ذُو الشَّيْبَةِ فِي الْإِسْلَامِ وَذُو الْعِلْمِ وَإِمَامٌ مُقْسِطٌ۔“ (۲۵)

”تین شخصوں کے حق کو ہلکانہ جانے کا مگر منافق، ایک بوڑھا مسلمان جسے اسلام ہی میں بڑھا پا آیا، دوسرا عالم دین تیسرا بادشاہ مسلمان عادل۔“

گستاخ رسول کی سزا کے بارے میں احادیث

مبارکہ:

”عن علی من النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال من سب نبیاً من الأنبیاء فقتلوه ومن سب واحداً من أصحابی فاجلدوه۔“ (۲۶)

”حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص انبیاء میں سے کسی نبی کو گالی دے تو اسے قتل کر دو اور جو میرے صحابہ میں سے کسی ایک صحابی کو بھی گالی دے تو اسے کوڑے مارو۔“

حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ ایک شخص نے امیر المومنین حضرت سیدنا ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں گستاخی کی، آپ کو شدید غصہ آ گیا، یہاں تک کہ آپ کے چہرے کا رنگ متغیر ہو گیا، میں نے آپ سے فرمایا کہ مجھے اجازت دیں کہ میں اس شخص کی گردن اڑا دوں۔ یہ سن کر آپ کا غصہ فوراً جاتا رہا جیسے کسی نے پانی ڈال دیا ہو اور آپ دوسری باتیں کرنے لگے۔ جب سب رخصت ہونے لگے تو امیر المومنین نے مجھے بلا بھیجا اور کہا اس وقت کیا کہہ رہے تھے۔ میں نے کہا یا امیر المومنین مجھے یاد نہیں رہا۔ آپ نے کہا جب میں اس شخص پر ناراض ہو رہا تھا تو تم نے اس کے قتل کی اجازت مانگی تھی، اگر میں تجھے اس بات کی اجازت دے دیتا تو کیا تو ایسا کر گزرتا؟ میں کہا ہاں ایسا ہی کرتا۔ اس پر حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا:

”لا والله ما كانت لبشر بعد محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔“ (۲۷)

”نہیں، حضور ﷺ کے بعد کسی بھی فرد بشر کو یہ حق حاصل نہیں ہے (کہ اس کی شان میں گستاخی کرنے والے کو قتل کیا جائے)۔“ امام قرطبی الجامع لاحکام القرآن میں آیت (لا تجد قوما يؤمنون بالله واليوم الآخر - الخ المجادلہ: ۲۲) کی تفسیر میں لکھتے ہیں، ابن جریج نے کہا کہ:

”أن أباقحافة سب النبی صلی اللہ علیہ وسلم فصكه أبوبكر ابنه صكة فسقط منها علی وجهه ثم أتى النبی صلی اللہ

- ۲۳: أخرجه ابو يعلى في المسند ۱۶۳/۲، رقم ۸۵۶ دار المأمون للتراث دمشق والعسقلاني في المطالب العالیة بزوائد المسانید الثمانية ۲۳/۱۲ باب: في طلب العلم والحث عليه، رقم ۳۰۹۳ دار العاصمة السعودية.
- ۲۵: أخرجه الطبرانی في المعجم الكبير ۲۰۲/۸، رقم ۷۸۱۹ مكتبة الزهراء الموصلة والهندی في كنز العمال ۱۵/۱۶، رقم ۴۳۸۱۰ دار الكتب العلمية بيروت. ومحدث بریلوی فی العطایا النبویة فی الفتاوی الرضویة معروف به فتاوی رضویہ ۵۳۳/۲۱، مقال العرفاء باعزاز شرع وعلماء رضا فاؤنڈیشن لاہور.
- ۲۶: أخرجه أبو القاسم الرازی فی الفوائد ۲۹۵/۱، رقم ۷۴۰ مكتبة الرشد الرياض. وعلى بن محمد الشافعی فی الحاوی الكبير فی فقه مذهب الإمام الشافعی وهو مختصر المزني ۱۷۳/۱۷ دار الكتب العلمية بيروت. وأبو حامد الغزالي فی الوسيط فی المذهب ۸۷/۷ دار السلام القاهرة. وسبکی فی فتاوی ۵۸۲/۲ دار المعرفة بيروت. وابن قاضي عياض فی الشفاء بتعريف حقوق المصطفی ۲۲۱/۲. وابن تيمية فی الصارم المسلول علی شاتم الرسول ۱۸۸/۲، ۵۲۳/۲، ۹۶۶/۲ دار ابن حزم بيروت. والذكتور طاهر فی تحفظ ناموس رسالت، صفحہ ۲۳۳ منہاج القرآن پبلیکیشنز لاہور.
- ۲۷: أخرجه ابو داود فی السنن ۱۲۹/۴ باب: الحكم فيمن سب النبي، رقم ۴۳۱۳ دار الفكر بيروت، نسائي فی السنن ۳۰۵/۲، رقم ۳۵۴ دار الكتب العلمية بيروت.

عليه وسلم فذكَرْ ذَلِكَ لَهُ فَقَالَ: أَوْفَعَلْتَهُ لَا تُعَدُّ إِلَيْهِ فَقَالَ: وَالَّذِي  
بَعَثَكَ بِالْحَقِّ نَبِيًّا لَوْ كَانَ السَّيْفُ مِنِّي قَرِيبًا لَقَتَلْتَهُ۔“ (۲۸)

ابو جعفر (والد ماجد سیدنا ابوبکر صدیق رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ) نے  
(اسلام قبول کرنے سے قبل) نبی ﷺ کو سب کیا۔ حضرت سیدنا  
ابوبکر صدیق رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے انھیں اتنے زور سے تھپڑ مارا کہ وہ منہ  
کے بل نیچے گر پڑے، پھر نبی ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر تمام ماجرہ  
سنادیا۔ آپ نے فرمایا آئندہ ایسا نہ کرنا۔ سیدنا ابوبکر صدیق نے کہا کہ:  
”مجھے اللہ کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ نبی مبعوث  
فرمایا اگر میرے پاس تلوار ہوتی تو اُن کو قتل کر دیتا۔“

یوم بدر جب حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ  
نے دیکھا کہ آپ کا بیٹا کفار کی صفوں میں ہے، تو آپ نے حضور ﷺ  
سے اس کے ساتھ مقابلے کی اجازت مانگی اور اسے مقابلے کے لیے  
لکارا، لیکن حضور ﷺ نے منع فرمادیا۔ اور فرمایا:

”مَتَعَنَابِنَفْسِكَ يَا أَبَا بَكْر۔“ (۲۹)

حضرت عبداللہ بن مسعود رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ:  
”نَزَلَتْ فِي أَبِي عُبَيْدَةَ بْنِ الْجَرَّاحِ قَتْلَ أَبِيهِ عَبْدِ اللَّهِ  
بِابْنِ الْجَرَّاحِ يَوْمَ أُحُدٍ وَقِيلَ يَوْمَ بَدْرٍ۔“ (۳۰)

”یہ آیت حضرت ابوعبیدہ بن الجراح کے بارے میں نازل  
ہوئی جنہوں نے اپنے والد عبداللہ بن الجراح کو احد کے دن قتل کیا  
اور ایک قول یہ ہے کہ بدر کے دن۔“

اور (اخوانہم) سے مراد حضرت مصعب بن عمیر رَضِيَ اللہُ  
تَعَالٰی عَنْہُ ہیں، جنہوں نے:

”قَتَلَ أَخَاهُ عُبَيْدُ بْنُ عَمِيرٍ يَوْمَ بَدْرٍ۔“ (۳۱)

(عشیرتھم) سے مراد حضرت عمر رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ  
ہیں، جنہوں نے:

”قَتَلَ خَالَهٖ الْعَاصُ بْنُ هِشَامٍ بِنَ مَغِيرَةَ يَوْمَ بَدْرٍ۔“

”اپنے ماموں عاص بن ہشام بن مغیرہ کو یوم بدر قتل کیا۔“

”وَعَلِيًّا وَحَمِزَةً قَتَلَ عَتَبَةَ وَشَيْبَةَ وَالْوَلِيدَ يَوْمَ بَدْرٍ۔“ (۳۲)

اور حضرت علی و حمزہ رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کے بارے میں  
جنہوں نے یوم بدر اپنی ہی برادری کے افراد عتبہ، شیبہ اور ولید کو قتل کیا۔

حضرات صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَانُ نے اپنے اس عمل سے  
ثابت کر دکھایا کہ تمام تر محبتوں سے بالاتر اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کی  
محبت ہے اور ثابت کیا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہمیں جو دین ملا ہے  
اُس کی بقاء کے لیے ضروری ہے کہ جو بھی حضور ﷺ کے خلاف آئے  
گا تو ہم یہ نہیں دیکھیں گے کہ وہ ہمارا کیا لگتا ہے، بلکہ ہم یہ دیکھیں گے  
کہ وہ نبی ﷺ کی مخالفت کر رہا ہے اور پھر ایسے شخص کا فیصلہ ہماری  
تلواریں کریں گی۔

گستاخ رسول کی سزا کے بارے میں ائمہ اُمت

کا موقوف:

امام مدینہ، امام مالک رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں:

”ابن ابی اویس سمعنا مالکاً یقول من سب رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم أو شتمه أو عابده أو تنقصه قتل مسلماً کان  
أو کافراً ولا یستتاب۔“ (۳۳)

۲۸: قرطبی فی الجامع لأحكام القرآن ۳۰۴/۱۴ دار الشعب. القاهرة. والسیوطی فی الدر المنثور ۸/۸۶ دار الفکر بیروت. والالوسی فی روح  
المعانی ۲۸/۳۶ دار إحياء التراث العربی بیروت. والشقیطی فی أضواء البیان ۵۵۶/۴ دار الفکر للباعۃ والنشر بیروت.

۲۹: قرطبی فی الجامع لأحكام القرآن ۳۰۴/۱۴ دار الشعب. القاهرة. والشقیطی فی أضواء البیان ۵۵۴/۴ دار الفکر للباعۃ والنشر بیروت) اپنی  
جان سے مجھے فائدہ دو۔

۳۰: قرطبی فی الجامع لأحكام القرآن ۳۰۴/۱۴ دار الشعب. القاهرة. والشقیطی فی أضواء البیان ۵۵۴/۴ دار الفکر للباعۃ والنشر بیروت.

۳۱: قرطبی فی الجامع لأحكام القرآن ۳۰۴/۱۴ دار الشعب. القاهرة) یوم بذاہنے بھائی عبید بن عمیر کو قتل کیا.

۳۲: قرطبی فی الجامع لأحكام القرآن ۳۰۸/۱۴ دار الشعب. القاهرة. والشقیطی فی أضواء البیان ۵۵۴/۴ دار الفکر للباعۃ والنشر بیروت.

۳۳: الأندلسی فی الشفاء بتعريف حقوق المصطفیٰ ۲/۲۱۶. وابی تیمیۃ فی الصّارم المسلول علی شاتم الرسول ۵۴۲/۳ دار ابن حزم  
بیروت. والدکتور طاہر فی تحف ناموس رسالت، صفحہ ۳۱۹ منہاج القرآن پبلیکیشنز لاہور۔



”أجمع المسلمون أن شاتمہ کافر و حکمہ القتل ومن شک فی عذابه و کفره کفر۔“ (۳۶)

”مسلمانوں کا اس بات پر اجماع ہے کہ حضور ﷺ کو گالی دینا و الا کافر ہے اور اس کا حکم قتل ہے اور جو اس کے عذاب اور کفر میں شک کرے وہ خود کافر ہے۔“

قاضی عیاض اندلسی مالکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

”کله مما عده العلماء سباً و تنقصاً یجب قتل قائله لم یختلف فی ذلك متقدمهم ومتأخرهم۔“ (۳۷)

”جن جن چیزوں کو ائمہ و علماء کرام نے سب و تنقیص میں شمار کیا ہے ائمہ متقدمین و متاخرین کے نزدیک بالاتفاق ان کے قاتل کو قتل کرنا واجب ہے۔“

امام ابو بکر الفاری جو اصحاب شافعی میں سے تھے، آپ نے اُمت مسلمہ کا اس بات پر اجماع نقل کیا ہے کہ:

”ان حدین یسب النبی صلی اللہ علیہ وسلم القتل۔“ (۳۸)

”جو شخص نبی ﷺ کو گالی دے تو اس کی سزا حد اُقتل ہے۔“

امام اصحیح مالکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شاتم رسول کے بارے میں فرماتے ہیں:

”یقتل علی کل حال اسر ذلك او اظهره ولا یستتاب لان توبته لا تعرف۔“ (۳۹)

”گستاخ رسول کو بہر حال قتل کیا جائیگا خواہ وہ گستاخی کو چھپائے یا ظاہر کرے اس کی توبہ ہرگز قبول نہ کی جائے گی کیونکہ اس کی توبہ قبول کرنے کی کوئی مثال پائی ہی نہیں جاتی۔“

”ابن ابی اویس نے امام مالک کو فرماتے ہوئے سنا کہ جس شخص نے رسول اللہ ﷺ کو گالی دی یا عیب لگایا آپ کی تنقیص کی تو وہ قتل کیا جائے گا خواہ وہ مسلمان ہو یا کافر اور اس کی توبہ بھی قبول نہیں کی جائے گی۔“

امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں:

”کل من شتم النبی صلی اللہ علیہ وسلم و تنقصه مسلماً کان او کافراً فعليه القتل واری ان یقتل ولا یستتاب۔“ (۳۳)

”ہر وہ شخص جس نے حضور ﷺ کو گالی دی یا تنقیص و اہانت کا مرتکب ہوا خواہ وہ مسلمان ہو یا کافر، اس جسارت پر سزائے قتل اس پر لازم ہو جائے گی اور میری رائے یہ ہے کہ اسے توبہ کا موقع دیے بغیر قتل کر دیا جائے۔“

امام ابو بکر بن المہدی ریشا پوری فرماتے ہیں:

”أجمع عوام أهل العلم علی أن من سب النبی یقتل ومن قال ذلك مالک بن أنس واللیث وأحمد وإسحاق وهو مذهب الشافعی وهو مقتضى قول أبی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ولا تقبل توبة عند هؤلاء۔“ (۳۵)

”تمام اہل علم کا اس بات پر اجماع ہے کہ جو شخص نبی ﷺ کو گالی دے اسے قتل کیا جائے گا۔ یہ فتویٰ امام مالک، امام الیث، امام احمد، اور امام إسحاق کا ہے اور یہ امام شافعی کا مذہب ہے اور یہی حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قول کا مدعا ہے اور اس بارے میں کوئی توبہ قبول نہیں کی جائے گی۔“

امام ابن سحون مالکی نے فرمایا کہ:

۳۳: ابن تیمیہ فی الصارم المسلول علی شاتم الرسول ۵۵۱/۳ دار ابن حزم بیروت۔ والدکتور طاہر فی تحفظ ناموس رسالت، صفحہ ۳۱۹ منہاج القرآن پبلیکیشنز لاہور۔

۳۵: رد المحتار علی الدر المختار ۲۳۲/۴ دار الفکر للطباعة والنشر بیروت۔ وابن تیمیہ فی الصارم المسلول علی شاتم الرسول ۴۶۸/۲ دار ابن حزم بیروت۔

۳۶: شامی فی رد المحتار علی الدر المختار ۲۳۲/۴ دار الفکر للطباعة والنشر بیروت۔

۳۷: الصارم المسلول علی شاتم الرسول ۹۸۲/۳ دار ابن حزم بیروت۔

۳۸: الصارم المسلول علی شاتم الرسول ۱۴/۲ دار ابن حزم بیروت۔ وابن إدارة البحوث العلمیة والإفتاء السعودیة فی مجموع فتاویٰ ۹۳/۱۔

۳۹: الأندلسی فی الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ ۲۱۶/۲۔ والدکتور طاہر فی تحفظ ناموس رسالت، صفحہ ۳۳۱ منہاج القرآن پبلیکیشنز لاہور۔

## گستاخ رسول کی سزا کے بارے میں ائمہ احناف کا موقف:

شارح بخاری علامہ بدالدین عینی رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں:

”جواز الاغتیال علی من أعان علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ببدأ أو مال أورأی۔“ (۴۰)  
یعنی جو شخص اپنی رائے، مال اور ہاتھ سے رسول اللہ ﷺ کے خلاف مدد کرے یہ حدیث اس کے قتل کے جواز پر دلیل ہے۔  
علامہ ابن عابدین شامی رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں:

”لا شک ولا شبهة فی کفر شاتم النبی وفی استباحة قتله وهو المنقول عن الأئمة الأربعة۔“ (۴۱)

”نبی ﷺ کو گالی دینے والے کے کفر اور اس کے مستحق قتل ہونے میں کوئی شک و شبہ نہیں ہے اور ائمہ اربعہ سے یہی منقول ہے۔“

”(کل مسلم ارتد فتوبة مقبولة إلا جماعة من تکررت ردتہ علی مأمروا (الکافر بسب النبی) من الأنبياء فإنه يقتل حدا ولا تقبل توبة مطلقا۔“ (۴۲)

”جو مسلمان مرتد ہو اس کی توبہ قبول کی جائے گی سوائے اس کافر و مرتد کے جو انبیاء علیہم السلام میں سے کسی بھی نبی کو گالی دے تو اسے حد ا قتل کر دیا جائے گا اس کی توبہ مطلقاً قبول نہیں کی جائے۔“  
امام ابن نجیم حنفی فرماتے ہیں:

”وفی الجوهرية من سبّ الشيخين أو طعن فيهما كفر ويوجب قتله ثم إن رجع وتاب وجد الإسلام هل تقبل توبته أم لا قال الصّدر الشّہید لا تقبل توبته وإسلامه

ونقتله وبه أخذ الفقيه أبو الليث السمرقندی وأبو نصر الدبوسی وهو المختار للفتوى۔“ (۴۳)

”جوہرہ میں ہے کہ جس نے شیخین کو گالی دی یا ان کی شانِ اقدس میں طعن کیا تو وہ کافر ہو جائے گا اور اس کو قتل کرنا واجب ہو جائیگا۔  
پھر اگر وہ (اپنے کفر سے) رجوع کر لے اور تائب ہو جائے اور اپنے ایمان کی تجدید کر لے تو کیا اس کی توبہ قبول کی جائیگی یا کہ نہیں؟ صدر الشہید نے کہا کہ اس کی توبہ قبول نہیں ہوگی اور نہ اس کا اسلام اور ہم اسے بہر صورت قتل کریں گے۔ اور اسی کو فقیہ ابو الليث سمرقندی اور ابو نصر الدبوسی نے اختیار کیا ہے اور مختار مذہب بھی یہی ہے۔“

”امام ابوبکر احمد بن علی الرازی الجصاص حنفی رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ (وفات ۳۷۰ھ) آیت: وَإِنْ تَكَثَّرَ إِيمَانُهُمْ مِنْ بَعْدِ عَهْدِهِمْ وَطَعَنُوا فِي دِينِكُمْ فَقَاتِلُوا إِنَّهُمْ الْكُفَرُ۔ کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

”لاخلاف بين المسلمين أن من قصد النبى صلى الله عليه وسلم بذلك فهو ممن ينتحل الإسلام أنه مرتد يستحق القتل۔“ (۴۴)

”اس میں کسی کو بھی اختلاف نہیں کہ جو شخص نبی ﷺ کو ایذا کا قصد کرے چاہے وہ اپنے آپ کو مسلمان کہلواتا ہو تو ایسا شخص مرتد اور مستحق قتل ہے۔“

علامہ علاؤ الدین حصکفی فرماتے ہیں:

”من نقص مقام الرسالة بقوله بأن سبه صلى الله عليه وسلم أو بفعله بأن بغضه بقلبه قتل حدا۔“ (۴۵)

”جس شخص نے مقام رسالت ﷺ کی تنقیص اپنے قول کے ذریعے بائیں صورت کی کہ آپ کو گالی دی یا اپنے فعل سے اس طرح کی

۴۰: عینی فی عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری ۲/۱۴۳ دار احیاء التراث العربی بیروت۔

۴۱: شامی فی رد المحتار علی الدر المختار ۲/۲۳۸ دار الفکر للطباعة والنشر بیروت۔

۴۲: الدر المختار ۲/۲۳۱ دار الفکر بیروت۔

۴۳: ابن نجیم فی البحر الرائق شرح کنز الدقائق ۵/۱۳۶ دار المعرفۃ بیروت۔ والدکتور طاہری تحفظ ناموس رسالت، صفحہ ۳۲۸ منہاج القرآن پبلیکیشنز لاہور۔

۴۴: الجصاص فی أحكام القرآن ۲/۲۶۱ دار احیاء التراث العربی بیروت۔

۴۵: الدر المختار ۲/۲۳۲ دار الفکر بیروت۔

کہ دل سے آپ سے بغض رکھا تو ایسے شخص کو بطور حد قتل کیا جائے گا۔“  
شیخ محمد بن عبداللہ السمر تاشی حنفی فرماتے ہیں:

”هذا يقوى القول بعدم قبول توبة سائب الرسول صلى الله عليه وسلم وهو الذي ينبغي التعويل عليه في الإفتاء والقضاء رعاية لجانب حضرت المصطفى صلى الله عليه وسلم۔“ (۴۶)

یعنی یہ قول کہ شاتم رسول کی توبہ قبول نہیں ہے، میرے نزدیک زیادہ قوی و رائج ہے اور اسی بات پر فتویٰ دینے اور فیصلہ کرنے میں اعتماد ہونا چاہیے تاکہ بارگاہ رسالت ﷺ کی رعایت ہو۔

امام ابن ہمام حنفی رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں:

”والذي عندی أن سبّه عليه الصلوة والسلام أو نسبة مالا ينبغي إلى الله تعالى إن كان مما لا يعتدونه كنسبة الولد إلى الله تعالى وتقدس عن ذلك إذا ظهره يقتل به وينتقض عهده۔“ (۴۷)

”میرے نزدیک مختار یہی ہے کہ ذمی نے اگر حضور ﷺ کو گالی دی یا غیر مناسب بات اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کی جو کہ ان کے عقائد سے خارج ہے جیسے اللہ تعالیٰ کی طرف بیٹھ کی نسبت، حالانکہ وہ اس سے پاک ہے۔ جب وہ ایسی باتوں کا اظہار کرے گا تو اس کا عہد ٹوٹ جائے گا اور اسے قتل کیا جائے گا۔“

امام ابن ہمام حنفی رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ مزید فرماتے ہیں:

”يقتل عندنا حدًا فلا تقبل توبته في إسقاط القتل۔“ (۴۸)  
ہمارے نزدیک (یعنی مذہب احناف کے مطابق) اسے حد اُقتل کر دیا جائے گا اور حد قتل کو ساقط کرنے کے حوالے سے اس کی توبہ قبول نہیں کی جائے گی۔

ڈاکٹر طاہر نے امام ابن ہمام کے اس موقف پر یوں تبصرہ کیا ہے:

”گویا امام ابن ہمام حنفی نے قبول توبہ اور عدم قبول توبہ کی صورت کو واضح کر دیا ہے کہ بعض احناف کے نزدیک ”قبل الاخذ“ قبول توبہ کی جو رعایت ہے اس سے مراد فقط یہ ہے وہ توبہ عند اللہ مقبول ہوگی۔ اسی بنا پر اس کا نماز جنازہ پڑھا جائے گا، اس کی تکفین و تدفین مسلمانوں کی طرح ہی کی جائے گی جبکہ یہ توبہ اسقاط قتل کے باب میں قبول نہیں کی جائے گی۔ یہ ساری صورت ”قبل الاخذ“ توبہ کی ہے جبکہ ”بعد الاخذ“ تو کوئی بھی قبولیت توبہ کا قائل ہی نہیں۔“ (۴۹)

نبہتی زماں حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی مظہری مجددی رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں:

”والفتاوى من مذهب أبى حنيفة ان من سب النبي يقتل ولا يقبل توبته سواء كان مومنًا أو كافرًا۔“ (۵۰)

”مذہب احناف کے فتاویٰ میں ہے جو شخص حضور نبی اکرم ﷺ کی گستاخی کرے تو اسے قتل کر دیا جائے گا اور اس کی توبہ قبول نہیں کی جائے گی خواہ وہ مسلمان ہو یا کافر۔“

گستاخ رسول کی سزا کے بارے میں ابن تیمیہ کا موقف کا موقف:

ڈاکٹر طاہر کے مدد و احسن تیمیہ الحارثی نے لکھا ہے:

”يؤيده قول النبي صلى الله عليه وسلم لعن المؤمن يقتله متفق عليه فإذا كان الله قد لعن هذا في الدنيا والآخرة فهو يقتله فعلم ان قتله مباح۔“ (۵۱)

۴۶: الدر المختار ۲۳۶/۲ دار الفکر بیروت۔ والدكتور طاہر فی تحف ناموس رسالت، صفحہ ۳۲۸ منہاج القرآن پبلیکیشنز لاہور۔

۴۷: ابن عابدین فی رد المحتار علی الدر المختار ۲۱۵/۳ دار الفکر للطباعة والنشر بیروت۔ والسیواسی فی شرح فتح القدیر ۱۲/۱ دار الفکر بیروت۔

۴۸: السیواسی فی شرح فتح القدیر ۹۸/۶ دار الفکر بیروت۔ والدكتور طاہر فی تحف ناموس رسالت، صفحہ ۳۲۳ منہاج القرآن پبلیکیشنز لاہور۔

۴۹: تحف ناموس رسالت، صفحہ ۳۲۳ منہاج القرآن پبلیکیشنز لاہور۔

۵۰: پانی پتی فی تفسیر المظہری ۱۹۱/۴ بلوچستان بک دیپو کوئٹہ المملکۃ الاسلامیۃ پاکستان۔ والدكتور طاہر فی تحف ناموس رسالت، صفحہ ۳۳۰ منہاج القرآن پبلیکیشنز لاہور۔

۵۱: ابن تیمیہ فی الصارم المسلمون عن شاتم الرسول ۸۸/۲ دار ابن حزم بیروت۔ وطاہر القادری فی تحف ناموس رسالت، صفحہ ۱۵۳ منہاج القرآن پبلیکیشنز لاہور۔

کا اجماع ان کے بہت سے فیصلوں سے ثابت ہے۔ ایسی چیزیں مشہور ہو جاتی تھیں لیکن اس کے باوجود کسی (صحابی) نے بھی اس کا انکار نہیں کیا جو ان کے اجماع پر واضح دلیل ہے۔“

.....باقی آئندہ شمارے میں.....

اہلسنت کے نامور ادیب و صحافی محمد نواز کھرل کی کتاب ”متنازع ترین شخصیت“ سے اقتباس

علامہ اختر رضا خان بریلوی:

عالم اسلام کے نامور راہنما اور آستانہ عالیہ بریلی شریف کے سجادہ نشین اعلیٰ حضرت امام اہلسنت فاضل بریلوی امام احمد رضا خان کے پوتے مفتی اختر رضا خان بریلوی نے کہا ہے کہ ”طاہر القادری کا پروگرام قرآن و سنت کے خلاف ہے، اسلئے اسے منہاج القرآن نہیں کہا جاسکتا بلکہ وہ منہاج الشیطان ہے۔ کیونکہ قرآن و سنت کے خلاف تحریک کو قرآن کی تحریک کہنا یہ شیطانی وسوسہ ہے۔ طاہر القادری حضور نبی کریم ﷺ کے مقابلے میں اتر آئے ہیں۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کے مشن سے تعلق رکھنے والا کوئی شخص طاہر القادری سے کوئی تعلق نہیں رکھ سکتا۔“

(”ندائے اہلسنت“ لاہور، اگست ۱۹۸۹ء)

مفتی غلام سرور قادری:

میرا ان سے کافی پرانا تعلق ہے، اسلئے میں نے انہیں قریب سے دیکھا ہے۔ وہ علماء میں سے نہیں ہیں بلکہ بنیادی طور پر ایک وکیل ہیں۔ جھگ میں وہ وکالت کرتے رہے ہیں۔ انہوں نے ایم اے اسلامیات بھی کیا اور یہ کوئی بڑی علمی و فکری نہیں کیونکہ آج کل تو بچے ایم اے اسلامیات کر رہے ہیں۔ البتہ درسی نظامی ایک بہت بڑی ڈگری ہے جو انہوں نے ابھی تک حاصل نہیں کی ہے۔ اس کی دلیل اس قدر کافی ہے۔ جو میں نے اپنی کتاب ”پروفیسر طاہر القادری کا علمی و تحقیقی جائزہ“ میں دلائل پیش کئے ہیں۔ ان کی کتابوں کے حوالے سے اقتباسات لیکر میں نے ثابت کیا ہے کہ انہیں عربی گرامر پر عبور نہیں اور انہوں نے کچھ حضرات کی سفارش سے علامہ کاظمی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے دور حدیث کی سند پڑھے بغیر لی۔ اس کے بعد انہوں نے بھنڈور میں بے روزگار ہونے کے سبب روزگار کی درخواست دی اور اس وقت انہیں پبلک سروس کمیشن کے امتحان کے بغیر براہ راست لاء کالج میں پیکچر لگا دیا گیا۔

اس زمانے میں یہ کیونسلوں اور سوشلسٹوں کا ساتھ دیتے رہے۔ اب بھی وہ پروفیسر صاحبان موجود ہیں۔ کئی ایک ذمہ دار اس وقت بھی ہیں۔ ان سے گواہی لی جاسکتی ہے، حتیٰ کہ جن دنوں پیکچر لگے تھے پتہ ہونے کے باوجود ان کمیشن میں بائیں بازو والوں کو ووٹ دینے کیلئے گاڑی میں لائے گئے۔ بعد میں انہیں بریلوی مکتب فکر کے میلاد کے جلسوں کا بیچ مل گیا۔ اس زمانے میں ڈاڑھی منڈواتے تھے۔ چٹون پہنتے تھے، ٹائی لگاتے تھے۔ جب انہیں توجہ دلائی جاتی تو یہ کہتے کہ یہ میرا ذاتی مسئلہ ہے۔ وہاں سے انہیں مقرر رہنے کا شوق ہوا۔ اسے سوئے اتفاق کہتے کہ اتفاق مسجد میں خطیب لگ گئے۔

یعنی حضور ﷺ کا فرمان کہ ”مومن پر لعنت کرنا بالکل ایسے ہی ہے جیسے اسے قتل کرنا“ (متفق علیہ) اس کی تائید کرتا ہے، جب اللہ تعالیٰ نے گستاخ رسول پر دنیا و آخرت میں لعنت فرمائی ہے تو یہ بالکل ایسے ہی ہے جیسے اسے قتل کرنا پس معلوم ہوا کہ گستاخ رسول مباح الدم ہے۔“

”من سب نبیامن الأنبياء قتل باتفاق الفقهاء ومن سب

غیر ہم لم یقتل۔“ (۵۲)

”جو انبیاء میں سے کسی نبی کو گالی دے تو تمام فقہاء کا اتفاق ہے کہ اسے قتل کیا جائے گا، اور جو کسی غیر نبی کو گالی دے تو اسے قتل نہیں کیا جائے گا۔“

”اتفق الأئمة على أن من سب نبياً قتل، ومن سب

غیر لانبی لا یقتل۔“ (۵۳)

”اس بات پر ائمہ کا اتفاق ہے کہ جس شخص نے کسی نبی کو گالی دی تو اسے قتل کیا جائے گا، اور جس نے کسی غیر نبی کو گالی دی تو اسے قتل نہیں کیا جائے گا۔“

”ان الساب ان كان مسلماً فانه يكفر ويقتل

بغير خلاف وهو مذهب الأئمة الأربعة۔“ (۵۴)

”بے شک (حضور ﷺ کو) گالی دینے والا خود کو مسلمان ہی کہلواتا ہو وہ (اس گستاخی کی وجہ سے) کافر ہو جائے گا اور بلا اختلاف قتل کیا جائے گا اور یہ ائمہ اربعہ اور دیگر ائمہ کا مذہب ہے۔“

ڈاکٹر طاہر کے مدد و مددِ ابن تیمیہ نے اس مسئلے پر صحابہ کرام کا اجماع نقل کرتے ہوئے لکھا کہ:

”واما اجماع الصحابة فلان ذلك نقل عنهم في

قضايا متعددة ينتشر مثلها ويستفيض ولم ينكرها احد منهم

فصارت اجماعاً۔“ (۵۵)

”اس مسئلے پر کہ گستاخ رسول واجب القتل ہے صحابہ کرام

۵۲: الفتاوى الكبرى لابن تيمية ۳/۲ دارالمعرفة بيروت.

۵۳: الفتاوى الكبرى لابن تيمية ۳/۲ دارالمعرفة بيروت.

۵۴: ابن تيمية في الصّارم المسلول على شاتم الرسول ۱۲/۲ دارابن حزم بيروت.

۵۵: ابن تيمية في الصّارم المسلول على شاتم الرسول ۳/۲ دارابن حزم بيروت.

”صاحبِ فتوح تاجِ العرفا“

قطعہ تاریخ وصال

”فخرِ دنیا سراجِ العلماء“

1381ھ

1381ھ

”آلِ رسولِ بوالحماد سید محمد اشرفی البجلانی محدث کچھوچھوی“

1961ء

ہر کسی لب پہ اس کے ہیں اوصاف	لکھا اردو میں اس نے قرآن کو
تذکرہ اس کا خوب و ذیشان ہے	کارنامہ یہ اُس کا تاباں ہے
ذات پر اس کی ناز دین کرے	”فرش“ پر ”عرش“ لے کے آیا تھا
مفتخر اس پہ بزم ایماں ہے	خوب سید ہوا سخنداں ہے
وہ محبت کا بولتا گلشن	اعلیٰ حضرت کا تھا چہیتا وہ
وہ حقیقت میں حق کا اعلان ہے	اہل سنت کا جانِ جاناں ہے
وہ شریعت کا پاسدار بھی تھا	روح پھونکی تھی اُس نے جرأت کی
وہ طریقت کا بھی حدی خواں ہے	اُس کے خطبات سے نمایاں ہے
اُس کو مسند ملی قیادت کی	کانفرنس سنیوں کی ہر کوئی
وہ سیادت کا زیپ عنوان ہے	اُس کے دم سے ہوئی فروزاں ہے
ہر کسی وصف کے حوالہ سے	اُس کا دنیا سے کوچ کر جانا
خوب و بھرپور اس کا دامان ہے	کر گیا خلق کو پریشاں ہے
وہ یکے از بانیاں پاکستان	اُس کی رحلت پہ دل ہوئے مضطر
اُس کا اس خاک پر بھی احساں ہے	اُس کے غم میں ہر اک مسلمان ہے
اُس نے بخشا کتاب کا عرفاں	”اہل“ بینش، محدث اعظم“ 1961ء
ترجمہ اُس کا روح قرآن ہے	صلِ متاع ایماں ہے
بے سر صورت، یاد بہار	کھو پھر
”نیکو“	عرفاں“ ہے

1381ھ = 10

رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ

سید عارف محمود مجبور رضوی



## مرکزی الجامعۃ الاشرفیہ علی مسجد گجرات میں

و مشائخ قادریہ فاضلیہ عالمیہ کا

قطب الاولیاء، اُستاز العلماء  
آفتاب شریعہ و طریقت،  
شیخ المشائخ  
محمد اسلم  
حضور مولانا  
خواجہ پیرقطب العارفین، اُستاز العلماء،  
امام الاتقیاء، فقیہ اعظم حضور مولانا  
خواجہ محمد نیک اسلم  
پیرآٹھواں  
سالانہ

## عزیز سیر ایام

خصوصی خطاب

صدارت

انشاء اللہ تعالیٰ

25 فروری بروز ہفتہ  
رات 8 تا 1 بجے

استاذ العلماء، فاضل جلیل الشان،

خلیفہ بغداد شریف

صاحبزادہ محمد معروف سبحانی  
مفتی پیر  
(نیک آباد شریف)

عالی مبلغ اسلام، شیخ الحدیث و التفسیر، مفتی اعظم پاکستان

حضور خواجہ محمد اشرف القادری  
پیر مفتی  
مدت نیک آبادیسجادہ نشین مرکزی خانقاہ قادریہ عالمیہ  
بانی و قائم اعلیٰ الجامعۃ الاشرفیہ علی مسجد، گجرات

خوشخبری

سال گذشتہ جامعہ کے مختلف  
شعبوں سے فارغ التحصیل  
ہونیوالے طلباء کو سندیں بھی  
اسی موقع پر دی جائیں گی۔

التماس

مریدین و تلامذہ و محبان غوث الاعظم قافلوں کی صورت میں، اور بروقت تشریف لائیں۔

قرآن مجید کے ختمات، درود پاک و دیگر کلمات طیبات کے بکثرت تحفے ایصالِ ثواب مشائخ کرام کیلئے لائیں۔

موسم ٹھنڈا ہونے کے پیش نظر باہر سے آنے والے حضرات ایک عدد کمبل یا بھاری کپڑا ساتھ لیکر آئیں۔ جگہ کی تنگی

کی وجہ سے خواتین نہ آئیں۔

اعلان ہنجانب

• پیر محمد مسعود قادری (برطانیہ) • پیر محمد عبداللہ خاں جیلانی • پیر محمد عبدالرحمن خاں الاشرفی • حمزہ سبحانی قادری اشرفی

مرکزی خانقاہ قادریہ عالمیہ نیک آباد، گجرات فون: 0321.6209101/0333.8403147/0344.7745377